سفرنامہ زیاراتِ

عراق و اُردن

(تحریر و تصاویر کے آئینے میں)

پیشکش
سید رفاقت علی شاہ

تحریر و تحقیق
افتخار احمد حافظ قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ درمیانِ اولیاء

چون محمد صلی اللہ علیہ وسلم درمیانِ انبیاء

© جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	سفر نامہ زیاراتِ عراق و اُردن
تحریر و تحقیق	افتخار احمد حافظ قادری
پیشکش	سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری
تاریخ اشاعت	رمضان المبارک 1434ھ / جولائی 2013ء
تعداد اشاعت	ایک ہزار
شرفِ طباعت	چوہدری وقار حسین قادری، چکوال
ہدیہ	250 روپے

برائے رابطہ 1- سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری

موبائل: 0333-5121200

2- افتخار احمد حافظ قادری

موبائل: 0344-5009536

سفرنامہ

زیاراتِ عراق واُردن

(تحریر و تصاویر کے آئینے میں)

سیدی ومُرشدی فضیلۃ الشیخ حضرت

السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی

مدینہ منورہ

از مؤلف

افتخار احمد حافظ قادری

1434ھ/2013ء

فہرست

فہرست

انتساب کتاب ہٰذا

بنام

نقیبُ الاشراف، شہزادہ غوث الثقلین

سید محمد انور گیلانی قادری رزاقی مدظلہ العالی

سجادہ نشین

دربارِ عالیہ گیلانیہ قادریہ رزاقیہ

سدرہ شریف، ڈیرہ اسماعیل خان

جن کے چہرہ منور و مبارک کی زیارت سے

ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق

اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد آجاتی ہے۔

سفرِ عراق واُردن

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم اور شہنشاہِ بغداد سیدنا وغوثنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی نگاہ ولطف وکرم اور تصرف خصوصی سے دو (2) بار بغداد مقدس اور تین (3) بار گیلان معلیٰ کا حاجی بن چکا ہوں۔ اس میں قطعاً حیران ہونے والی کوئی بات نہیں کیونکہ ایک حدیث نبوی ﷺ کے مطابق جس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اگر اولاد اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہر نگاہ کے بدلے مقبول حج کا ثواب عطا کرتا ہے۔ یہ اگر اپنے والدین کے بارے میں ہے تو پھر اولیائے کاملین کی زیارت کے کیا کہنے۔

مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو بندہ صبح وشام نیک لوگوں کے چہروں کی زیارت کرتا ہے تو اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دی جاتی ہے۔

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری رضی اللہ عنہ بغداد مقدس اور گیلان معلیٰ (ایران) کے بارے میں فرماتے ہیں۔

حاجیِ بغداد و گیلانم ز شوقِ حضرتش
گہ سوئے بغداد گاھے سوئے گیلان میروم

میں بغداد شریف اور گیلان معلیٰ کا حاجی ہوں، سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کے شوق محبت میں کبھی سوئے بغداد اور کبھی گیلان معلیٰ کی طرف جاتا ہوں۔

بغداد مقدس کی پہلی حاضری اگست 1997ء میں حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک کی سالانہ تقریبات میں شرکت کی غرض سے تھی، بغداد شریف کا ایئرپورٹ بند ہونے کی وجہ سے یہ سفر مقدس براستہ اُردن بائی روڈ طے کیا تھا۔ اُردن

میں انتہائی مختصر قیام کے دوران اُردن کی چند زیاراتِ مقدسہ پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اس سفر مقدس کے نتیجے میں جنوری 1999ء میں اس بندۂ ناچیز کی پہلی تحریری کوشش بنام ''زیاراتِ مقدسہ'' منظر عام پر آئی، جسے بہت زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی۔

بغداد مقدس کی دوسری حاضری اکتوبر 2001ء میں اپنے چند احباب کے ہمراہ براستہ ایران ہوئی۔ ایران کے صوبہ گیلان کے شہر صومعہ سرا میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سیدۃ فاطمہ ام الخیر رضی اللہ عنہا کی بارگاہ مقدسہ میں بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ اس سفر بابرکت کے نتیجے میں دو تحریری وتصویری کاوشیں منظر عام پر آئیں (1-اپریل 2002ء میں تصویری البم بنام سرزمین انبیاء واولیاء/ 2-اگست 2002ء میں کتاب بنام سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ) بحمد اللہ! ان دونوں کتابوں کو بھی کافی سراہا گیا۔

فروری 2013ء میں سرکار بغداد کی طرف سے تیسری بار حاضری کا بلاوا آیا۔ کیونکہ کوئی شخص بھی خود بخود ان مقاماتِ مقدسہ پر حاضری نہیں دے سکتا بلکہ جو بھی جاتا ہے تو وہ صرف انہی کی مرضی اور توجہ سے جاتا ہے۔

هیچ کسے بخویشتن ره نه برد بسوئے اُو
بلکه بپائے اُو رود هرکه رود بسوئے اُو

باقی رہی بات ظاہری، دنیاوی اسباب کی تو یہ بالکل معمولی بات ہے۔ وہ تو سارا انتظام بھی خود کروا دیتے ہیں۔ آپ اُن سے عقیدت ومحبت رکھ کر اُن کے طالب تو بن کر دیکھو۔

طویل عرصہ سے حالات خراب ہونے کی وجہ سے بہت کم لوگ سرزمین عراق کی طرف سفر کرتے ہیں۔ الحمد للہ! حالات اب آہستہ آہستہ بہتر ہو رہے ہیں اور پچھلے سال سے بغداد شریف کا ایئرپورٹ بھی کھل چکا ہے۔ شہر لاہور کے ایک محب غوث پاک جناب غلام اویس قرنی صاحب سے کافی پرانی یاد اللہ ہے۔ کچھ عرصہ سے انہوں نے اپنی ایک ٹریول ایجنسی بنائی ہے اور عمرہ شریف کے علاوہ عراق، اُردن، شام، مصر، ترکی.......... کی زیارات کیلئے گروپس ترتیب دیتے ہیں۔ اُن سے رابطہ کیا تو انہوں نے ہمیں خوش آمدید کہا اور جب اخراجات کے بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے، آپ ہمارے ساتھ چلیں اخراجات مناسب ہوں گے۔

بحمد اللہ! پچھلے سارے سفر ہم نے انفرادی طور پر کئے۔ لیکن حالات کی وجہ سے اب انفرادی طور پر عراق جانا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے کسی نہ کسی گروپ کے ساتھ شامل ہونا پڑتا ہے۔ جناب غلام اویس قرنی صاحب نے پیکیج کی تفصیل بتائی کہ ہم لاہور سے بغداد شریف بائی ایئر، عراق سے اُردن بائی روڈ اور اُردن سے حجاز مقدس بائی ایئر سفر کریں گے۔

ہمارا یہ سفر مقدس بروز جمعرات 14 فروری 2013ء حضور داتا گنج بخش کے شہر لاہور سے شروع ہوا اور 14 مارچ 2013ء کو لاہور میں اختتام پذیر ہوا۔ 15 فروری تا 21 فروری بغداد شریف میں قیام رہا۔ 22 فروری تا 27 فروری 2013ء سرزمین اُردن میں قیام رہا اور 28 فروری تا 13 مارچ حجاز مقدس میں حاضری کی سعادت حاصل رہی۔

کثیر تعداد میں احباب اس قافلۂ عشق و محبت کی زینت بنے۔ راولپنڈی

سے ہم پانچ (5) افراد محترمی جناب سید رفاقت علی شاہ قادری کاظمی کی قیادت میں قافلۂ مذکورہ میں شامل ہوئے۔ بغداد شریف میں عرس کی تقریبات میں شرکت کے بعد اکثر افراد لاہور واپس آ گئے اور صرف پندرہ (15) افراد پر مشتمل قافلہ عشق و محبت مدینہ طیبہ طاہرہ حاضری کے بعد 14 مارچ کو واپس پاکستان پہنچا۔

مذکورہ بالا سفر مقدس کے نتیجے میں کتاب ہذا آپ کے ہاتھوں میں ہے، جو دو ملکوں عراق شریف اور سرزمین اُردن کی زیاراتِ مقدسہ کا سفرنامہ ہے۔ اس کی ترتیب و تزئین و اشاعت میں جس کسی نے بھی کسی طور تعاون فرمایا، دل کی گہرائیوں سے میں اُن تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، بالخصوص جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب کا جو اس کتاب کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ جناب قاضی رئیس احمد قادری صاحب (سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ ڈھوک قاضیاں شریف، ضلع راولپنڈی) بھی میرے خصوصی شکریے کے مستحق ہیں جو اپنی نہایت قیمتی، ضخیم و نادر لائبریری کی کتب مطالعہ کیلئے اس بندہ کو عنایت فرماتے رہتے ہیں۔

آخر میں، بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ سرکار مدینہ ﷺ کے وسیلہ وجلیلہ سے ہماری ان حاضریوں کو شرف قبولیت عطا فرما کر انہیں ہماری بخشش و مغفرت کا سبب بنا دے اور اُس نگاہ لطف و کرم سے ہمیں محروم نہ رکھے جو ان شخصیات پر رہتی ہیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

طالب دُعا

افتخار احمد حافظ قادری

افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ

سر زمینِ انبیاء،
اھلِ بیت و اولیائے عظام

عراق

عراق ایشیا کا ایک اہم عرب اور مسلمان ملک ہے۔ اس کے جنوب میں کویت اور سعودی عرب، مغرب میں اُردن، شمال مغرب میں سرزمین شام، شمال میں ترکی اور مشرق میں ایران ہے۔ عراق کا دارالحکومت بغداد اور سرکاری زبان عربی ہے۔

عراق کا شمار دنیا کے قدیم ترین ممالک میں ہوتا ہے۔ اسے سرزمین انبیاء، اہل بیت و اولیائے عظام کہا جاتا ہے۔ اس سرزمین میں وہ کنواں آج تک موجود ہے جس میں دو فرشتے ہاروت و ماروت بحکم الٰہی لٹکے ہوئے ہیں۔ عراق کے مشہور شہر نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، کوفہ، بصرہ، سامرا، موصل اور کرکوک ہیں۔

دریائے دجلہ اور دریائے فرات اس کے مشہور دریا ہیں اور قابل دید ہیں۔

ساتویں صدی عیسوی میں مسلمانوں نے یہ علاقہ فتح کر لیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شہر کوفہ کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ اس کے بعد امویوں اور عباسیوں نے عراق پر حکومت کی۔

1258ء منگولوں نے ہلاکو خان کی قیادت میں بغداد کو تاراج کیا جس کے بعد سولہویں صدی عیسوی میں عراق عثمانی سلطنت کا حصہ بنا جس کی یہ حیثیت جنگ عظیم اول تک برقرار رہی۔ 1932ء میں انگریزوں نے اسے آزادی دی۔

سرزمین عراق میں انبیاء کے علاوہ کئی جلیل القدر صحابۂ کرام، اہل بیت اطہار اور اولیائے متقدمین و متاخرین کے مزارات مبارکہ موجود ہیں جن کی زیارت سے اپنے قلوب و اذہان کو منور کیا جاسکتا ہے۔

سرزمین انبیاء و اولیاء کی زیارت اور شہنشاہ بغداد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سالانہ عرس مبارک کی تقریبات میں شمولیت کیلئے اپنے احباب کے ہمراہ رختِ سفر باندھا اور بروز جمعرات 14 فروری 2013ء صبح آٹھ بجے راولپنڈی سے لاہور کیلئے روانہ ہوئے کیونکہ ہماری فلائٹ لاہور سے تھی۔ لاہور پہنچنے کے بعد نماز ظہر ادا کی۔ محترمی جناب حاجی محمد نواز عادل صاحب کے ایک عزیز کے گھر دوپہر کے پر تکلف کھانے سے تواضع ہوئی۔ چار بجے کے قریب اپنے امیر قافلہ جناب غلام اویس قرنی صاحب کے گھر روانہ ہوئے تاکہ اُن سے ملاقات کے علاوہ ضروری کاغذات وصول کیے جائیں۔

جامع حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے سابقہ خطیب جناب الشیخ السید عمر الحسینی مدظلہ العالی آج کل پاکستان میں جناب غلام اویس قرنی صاحب کے گھر میں مقیم ہیں اور پاکستان کے مختلف دینی مدارس میں تدریس کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ ان سے ہماری بھی یاد اللہ ہے اور وہ سدرہ شریف اور لاہور بغدادی ہاؤس میں بھی مختلف مذہبی و روحانی محافل میں تشریف لا چکے ہیں۔ غلام اویس قرنی صاحب کے گھر اُن سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے ہمیں خوش آمدید کہا۔ مختلف موضوعات اور بالخصوص اپنے حالیہ سفر عراق پر سیر حاصل گفتگو ہوتی رہی۔ اویس صاحب کی طرف سے پر تکلف چائے سے تواضع ہوئی۔ نماز عصر اور پھر نماز مغرب جناب شیخ صاحب کی اقتداء میں ادا کی۔ اس دوران غلام اویس قرنی صاحب کے بھائی جناب غلام فاروق پنجتن صاحب اور غلام اویس قرنی صاحب کے صاحبزادے محمد عمر فاروق (جو اس سفر میں ہمارے رفیق سفر بھی بنے) سے ملاقات

ہوئی۔ غلام اویس قرنی صاحب نے ضروری سفری دستاویزات مع دو عدد خوبصورت ہینڈ بیگ ہمارے حوالے کئے اور طے پایا کہ مقررہ وقت پر ہم علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ لاہور پہنچیں۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ پیر سید محمد انور شاہ گیلانی مدظلہ العالی آف سدرہ شریف کی زیارت کیلئے بغدادی ہاؤس (ملتان روڈ، لاہور) روانہ ہوئے۔

قبلہ پیر صاحب نے حکم فرمایا تھا کہ جانے سے پہلے مجھے ضرور مل کر جانا، چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں آپ کی خدمت اقدس میں ملاقات کیلئے پہنچے۔ آپ انتہائی شفقت و محبت سے ملے۔ رات کا کھانا آپ کے ہمراہ تناول کیا۔ اس کے بعد آپ نے درگاہ شہنشاہ بغداد کے خدام کیلئے کچھ تحائف میرے حوالے کئے کہ انہیں پہنچائے جائیں۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا، جناب کی دُعائیں اور اجازت کے بعد واپس سمن آباد روانہ ہوئے جہاں پر قبلہ حاجی صاحب کے رشتہ دار ملاقات کیلئے منتظر تھے۔ نمازِ عشاء ادا کی، میزبانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سامان گاڑی میں رکھا اور ایئرپورٹ روانہ ہوئے۔ مقررہ وقت پر ایئرپورٹ پہنچے، قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب بھی اسی دوران تشریف لے آئے۔ اُن سے اور اُن کے احباب سے ملاقات کی، اسی دوران قافلہ کے دوسرے ممبران بھی تیزی سے ایئرپورٹ پہنچ رہے تھے۔ امیر قافلہ بھی تشریف لائے اور جملہ احباب اکٹھے ایئرپورٹ کے اندر داخل ہوئے۔ ایئرپورٹ کی طویل کاغذی کارروائی کے بعد ڈیپارچر لاؤنج پہنچے۔ جہاں سے بسوں میں اتحاد ایئر لائنز کے جہاز کے قریب لے جایا گیا۔ جہاز کے اندر داخل ہوئے جو مقررہ وقت پر ابوظہبی کیلئے پرواز کر گیا۔ دورانِ سفر صبح کے ناشتہ سے ہماری تواضع

ہوئی اور مقامی وقت کے مطابق سوا سات بجے جہاز ابوظہبی لینڈ کر گیا۔

ابوظہبی ایئرپورٹ کا شمار دنیا کے بڑے اور جدید ترین ایئرپورٹس میں ہوتا ہے۔ اُس کے ٹرانزٹ لاؤنج میں پہنچے۔ مسجد کی تلاش کی اور نماز فجر قضاء ادا کی۔ کچھ وقت لاؤنج میں گزارنے کے بعد اگلی فلائٹ کیلئے ٹرمینل نمبر 1، گیٹ نمبر 7 سے روانہ ہوئے۔ بورڈنگ شروع ہوئی اور ہم بغداد معلی جانے کیلئے اتحاد ایئر لائنز کے جہاز میں سوار ہو گئے۔

بغداد شریف

بغداد علم و ادب کا گہوارہ اور روحانیت کا مرکز، تقریباً ہر بزرگ کا یہاں سے گزر یا قیام ضرور رہا۔ بغداد، عروس البلاد جو کئی تہذیبوں اور ثقافتوں کا شہر رہا ہے۔ بغداد میں سب سے مشہور و معروف مقام باب الشیخ ہے جہاں پر سرتاج اولیاء، سرخیل سلسلۂ قادریہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے قدموں کی برکت سے سرزمین عراق کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ وہاں مسلسل رحمتوں کی بارش ہونے لگی، تاریکیاں چھٹ گئیں، رشد و ہدایت کے سرچشمے ابلنے لگے اور آپ کے انوار و برکات سے عراق کا ذرہ ذرہ جگمگا اُٹھا۔

فضیلت بغداد معلی

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ایک شخصیت یونس بن عبدالاعلیٰ سے پوچھا، کیا تم نے بغداد دیکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، نہیں، جس پر حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مَا رَأَيْتَ الدُّنْيَا وَلَا النَّاسِ'' کہ پھر تو نے نہ تو دنیا دیکھی

اور نہ لوگ دیکھے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے بغداد شریف کی فضیلت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

عرب کے ایک مشہور شاعر، عمارہ بن عقیل خطفی، بغداد شریف کی فضیلت وخصوصیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَعَايَنْتَ فِیْ طُوْلٍ مِّنَ الْاَرْضِ وَالْعَرْضِ
كَبَغْدَادٍ دَارًا اِنَّهَا جَنَّةُ الْاَرْضِ
قَضٰى رَبُّهَا اَنْ لَا يَمُوْتَ خَلِيْفَةٌ
بِهَا اِنَّهٗ مَاشَاءَ فِیْ خَلْقِهٖ يَقْضِیْ

(کیا تم نے زمین کے طول وعرض میں بغداد جیسا کوئی اور شہر دیکھا ہے جو بلاشبہ زمین کی جنت ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ اس سرزمین میں کوئی خلیفہ نہ مرے۔ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے فیصلہ فرما دے)۔

مذکورہ بالا دو شعروں میں سے ایک شعر میں بغداد معلیٰ کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور دوسرے شعر میں اس شہر کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ اس میں کسی خلیفہ کو موت نہیں آئے گی۔ اس شعر کے پس منظر میں اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ بغداد جو صدیوں سے ملک عراق کا دار الخلافہ چلا آ رہا ہے، سینکڑوں خلفا تخت نشین ہوئے، شاید ہی کسی خلیفہ کو اس شہر میں موت آئی ہو۔

خلیفہ منصور نے سفر حج کے دوران وفات پائی، خلیفہ مہدی نے ماسبدان میں، خلیفہ ہادی نے عیسیٰ باذ میں، خلیفہ ہارون الرشید نے طوس / ایران میں، مامون

الرشید نے روم کے علاقہ میں، پھر اُن کی اولاد میں جتنے حکمران گزرے وہ بھی بغداد شہر سے باہر فوت ہوئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ بغداد شریف میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مزار اقدس ایک زندہ مزار ہے اور آپ کا فیض و تصرف جس طرح حیات ظاہری میں تھا اسی طرح آج بھی ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ آپ کے فیوضات و برکات کا سلسلہ جاری رہے گا۔

ہم بھی اس عظیم شخصیت کی بارگاہ اقدس میں حاضری کیلئے بے تاب تھے۔ اچانک کانوں میں آواز گونجی کہ جہاز بغداد ایئر پورٹ پر لینڈنگ کیلئے تیار ہے اور عراق کے مقامی وقت کے مطابق تقریباً پونے ایک بجے ہماری پرواز بغداد ایئر پورٹ پر لینڈ کر گئی۔ شکرانے کے کلمات ادا کئے اور احباب نے آپس میں ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔ جہاز سے باہر نکلے تو Arrival Lounge پہنچے۔ موجودہ حالات کی وجہ سے بغداد ایئر پورٹ پر کوئی زیادہ رش نہ تھا۔ وقفہ وقفہ سے فلائٹس آ رہی تھیں، مجھے یاد ہے کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ جب بغداد ایئر پورٹ کا دنیا میں طوطی بولتا تھا۔ امیگریشن کی ضروری کارروائی میں کوئی زیادہ وقت نہ لگا۔ پاسپورٹوں پر دخول کی مہریں لگیں اور ہم بیگیج ہال سے اپنا اپنا سامان اُٹھاتے ہوئے ایئر پورٹ سے باہر آ گئے۔ بغداد کے مقامی ایجنٹ کی طرف سے ایک بڑی بس ہمارے انتظار میں کھڑی تھی۔ اس میں سامان رکھا اور باب الشیخ کی جانب روانہ ہو گئے۔

مرأت الاولیاء میں ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی مسلمان میرے مدرسے سے گزرا، یا اس نے میری زیارت کی تو اس شخص کیلئے

عذاب قبر اور عذاب قیامت میں تخفیف کر دی جائے گی۔
بس فراٹے بھرتی ہوئی باب الشیخ کی طرف رواں دواں تھی۔ راستے میں ایک دو مقامات پر چیکنگ ہوئی۔ ضروری دستاویزات دیکھی جاتیں اور پھر آگے جانے کی اجازت دی جاتی۔ ابھی بس میں ہی تھے کہ سامنے سرکار بغداد رضی اللہ عنہ کا فیروزی گنبد نظر آنا شروع ہو گیا۔ دور سے ہی آپ کی بارگاہِ اقدس میں سلام کا نذرانہ پیش کیا۔

السلام اے غوثِ اعظم السلام
السلام اے سرورِ سلطانِ عشق

بس باب الشیخ سے باہر مین سڑک پر رکی۔ سامان اتارا اور حضرة گیلانیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ میں اس مقام پر مدرسہ ہوا کرتا تھا جس میں آپ خود پڑھایا کرتے تھے۔ شیخ موفق الدین ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ ہم بغداد حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت شیخ کو علم، عمل اور فتویٰ نویسی کی اقلیم کی حکمرانی حاصل تھی۔ آپ کی ذات بابرکات میں متعدد علوم ودیعت کیے گئے تھے۔ علم حاصل کرنے والوں پر آپ کی شفقت کے باعث کسی طالب علم کا آپ کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس سے آپ کی شانِ اقدس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

کیا شان ہے تیری صل علی یا عبدالقادر جیلانی
تو نورِ نبی تو نورِ خدا یا عبدالقادر جیلانی

ہم چونکہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک کی تقریبات میں شمولیت

کیلئے آئے تھے اور اس موقع پر بہت زیادہ رش ہوتا ہے۔ ملکی حالات بھی بہت زیادہ اچھے نہ ہونے کی وجہ سے زائرین ہوٹلوں میں ٹھہرنے کی بجائے دربارِ عالیہ کے مہمان خانوں میں ٹھہرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ پچھلی دونوں حاضریوں میں ہم قریب ترین کے ہوٹلوں میں ٹھہرے تھے، لیکن اس دفعہ امیرِ قافلہ کی رائے پر دربارِ عالیہ کی رہائش میں ہی قیام کا پروگرام تھا۔ ہمارے پہنچنے سے قبل کافی تعداد میں زائرین دنیا کے مختلف ممالک سے پہنچ چکے تھے اور کمرے مختص ہو چکے تھے۔ مسجد غوثیہ کے پہلو میں عورتوں کی مصلّٰی گاہ ہے، اُس کو عارضی طور پر پاکستانی زائرین کیلئے مخصوص کر دیا گیا تھا، کیونکہ پنجاب کے علاوہ صوبہ سندھ سے بھی کثیر تعداد میں زائرین نے آنا تھا۔ ہر زائر کو انتظامیہ کی طرف سے ایک میٹرس، ایک کمبل اور ایک ایک تکیہ دیا گیا۔ تھکاوٹ سفر کی وجہ سے کچھ دیر آرام کرنے کے بعد تیار ہو کر بارگاہِ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ میں حاضری کیلئے مرکزی دروازہ سے اندر داخل ہوئے۔ آپ کے در اقدس پر حاضری دینے والوں کیلئے حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی خوشخبری پڑھیں گے تو یقیناً آپ پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جائے گی۔

عَلٰی بَابِنَا قِفْ عِنْدَ ضِیْقِ الْمَنَاهِجِ
تَفُزْ بِعَلِیِّ الْقَدْرِ مِنْ ذِی الْمَعَارِجِ
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَسْبَغَ نِعْمَةً
عَلَیْنَا وَ وَلَّانَا قَضَاءَ الْحَوَائِجِ

(جب تجھ پر تیری زندگی کے راستے تنگ ہو جائیں تو تُو ہمارے دروازے پر آ کر کھڑا ہو جا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے لطف وکرم سے تُو بلندیوں پر فائز ہو

جائے گا۔ کیا تو نہیں دیکھتا؟ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنی نعمتوں کا نزول کیا ہوا ہے اور ہمیں لوگوں کی حاجات پوری کرنے کیلئے مقرر کیا ہوا ہے)۔

حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے صرف دروازے پر کھڑے ہونے کے یہ فیوضات و برکات ہیں۔ مرکزی دروازے سے ہوتے ہوئے بارگاہِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پہلے اندرونی دروازے پر پہنچے تو جبین نیاز خم کرتے ہوئے عرض کیا۔

لطف نے تیرے بلایا ہے یہاں
ورنہ اپنی ایسی قسمت تھی کہاں

اس بابرکت دروازے سے اندر داخل ہوں تو پھر ایک اور دوسرا اندرونی دروازہ آتا ہے جس کے سامنے حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا پُر کیف مزار پُر انوار ہے۔ خوبصورت مزار مبارک پر پہلی نگاہ پڑنے کے بعد صرف یہ ہی عرض کر سکے۔

آنا جانا ہو تیرے دربار میں
عرض ہم کرتے ہیں یہ سرکار میں

اپنا، اپنے اہل خانہ اور جملہ احباب پاکستان کا سلام پیش کیا، جالی مبارک کو بوسہ دینے کی سعادت حاصل ہوئی، کچھ دیر مراقب رہے اور استغاثہ پیش کرنے کے بعد کچھ اس طرح سے دُعا کی۔

صدقہ شاہِ رُسل صلی اللہ علیہ وسلم کا، صدقہ شاہِ نجف رضی اللہ عنہ کا
للہ مجھ کو کیجئے، آباد غوث اعظم رضی اللہ عنہ

دُعا کے بعد درگاہِ غوثیہ سے باہر آئے، لنگر شریف کھایا، مختلف خدام درگاہ اور احباب سے ملاقاتوں کا شرف حاصل کیا۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کسی سفر میں بغداد پہنچا میرا گزر ایک ایسے بیمار مریض پر ہوا جو نہایت کمزور جسم اور متغیر رنگ تھا۔ اس مریض نے مجھے دیکھ کر کہا، السلام علیکم یا عبدالقادر میں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا کہ میرے پاس آیئے میں اس مریض کے پاس گیا۔ اس نے کہا کہ مجھے بٹھایئے۔ میں نے اس کو سہارا دے کر بٹھا دیا۔ کیا دیکھا کہ بیٹھتے ہی اس کا جسم تازہ اور تندرست معلوم ہونے لگا اور اس کا رنگ نکھرنے لگا مجھے یہ دیکھ کر خوف محسوس ہوا۔ اس نے کہا اے عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ آپ نے مجھے پہچانا، میں نے کہا نہیں۔ کہا میں آپ کے جد امجد کا دین ہوں۔ نحیف، کمزور اور لاغر ہو گیا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کی برکت سے مجھے زندہ فرما دیا۔ آپ کا نام ''محی الدین'' ہے۔ میں اس شخص سے رخصت ہو کر جامع مسجد پہنچا ایک شخص نے میرے جوتے اپنے پاس رکھے اور کہا ''اے شیخ محی الدین'' جب میں نماز سے فارغ ہوا تو لوگ میرے چاروں طرف جوق در جوق اکٹھا ہونے لگے۔ میرے پاؤں کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اے محی الدین!

نماز عشاء حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی مسجد مبارکہ میں پڑھی، نماز کے بعد باب الشیخ سے باہر نکلے، بازار سے گزرتے ہوئے ایک قہوہ خانہ سے قہوہ نوش کیا اور واپس رہائش گاہ پہنچے اور سو گئے۔

بروز ہفتہ 16 فروری 2013، نماز فجر مسجد غوثیہ میں ادا کی۔ نماز کے بعد بارگاہ غوث الثقلین میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور استغاثہ پیش کیا۔ کچھ وقت آپ کی بارگاہ اقدس میں فیوضات و برکات سمیٹنے کے بعد باہر آئے اور لنگر غوثیہ میں پر تکلف ناشتہ کیا جو بغداد شریف کی دیسی ملائی، شہد اور صامولیوں پر مشتمل تھا۔ ناشتے

سے فارغ ہو کر تیار ہوئے اور **مطبخ الخیرات** (لنگر غوثیہ) روانہ ہوئے تا کہ پاکستان سے اور اپنے رفقائے سفر نے لنگر شریف کیلئے مجھے جو اپنی اپنی خدمات پیش کی تھیں، اُن کے صرف کا بہتر انتظام کیا جائے۔ پاکستانی طرز پر بریانی کا لنگر پکوانے کیلئے منتظم لنگر کو نقد رقم پیش کی اور انہوں نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ العزیز لنگر غوثیہ میں آپ کی طرف سے بریانی کا لنگر پکوا دیا جائے گا، آپ وقت مقررہ پر آ کر خود دُعا کروائیں اور تقسیم بھی خود کریں۔ ہم نے درخواست کی کہ زیارات کی وجہ سے ممکن ہے کہ ہم بروقت نہ پہنچ سکیں، اس لئے لنگر تیار ہونے پر آپ دُعا کروا کر تقسیم کر دیں اور ہمارے چند احباب کیلئے تبرک رکھ دیں۔

امیر قافلہ نے شام کے وقت سب رفقاء کو اکٹھے کر کے اعلان کیا کہ کل صبح انشاء اللہ العزیز نو بجے تک تمام احباب تیار رہیں تا کہ بغداد کے مضافات کی زیارات کا شرف حاصل کیا جائے۔

بروز اتوار 17 فروری 2013ء، نماز فجر کی ادائیگی اور ناشتہ کے بعد تیار ہوئے اور نو بجے کے قریب باب الشیخ سے بس میں سوار ہو کر ''سلمانِ پاک'' کی زیارات کیلئے روانہ ہوئے۔

زیاراتِ سلمانِ پاک (مدائن)

سلمانِ پاک کا پرانا نام مدائن ہے اور یہ شہر بغداد شریف سے تقریباً چالیس (40) کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں یہ شہر دُنیا کی سپر طاقت ''ایران'' کے ساسانی حکومت کا پایہ تخت تھا۔ نوشیروان عادل نے اسے آباد کیا

تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ شہر فتح ہوا۔

غزوۂ احد کے موقع پر جب مدینہ منورہ کے گرد حفاظتی خندق کھودی جارہی تھی تو ایک سخت چٹان آ گئی۔ صحابہ کرام کی درخواست پر سرکار دو عالم ﷺ نے خود کدال اٹھائی اور بسم اللہ پڑھ کر زور سے اُسے چٹان پر مارا، جس سے ایک شعلہ نکلا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! ملک شام کی کنجیاں مجھے دے دی گئیں، میں شام کے محلات کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر کدال ماری تو ایک روشنی چمکی، جس پر آپ ﷺ نے فرمایا فارس (ایران) کی چابیاں مجھے دے دی گئیں، مدائن کے ایوان میری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ تیسری مرتبہ ضرب لگائی تو پھر روشنی پھوٹی جس پر سرکار ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر! یمن کی چابیاں میرے سپرد کر دی گئیں اور صنعاء کے دروازوں کو یہاں سے کھڑے دیکھ رہا ہوں۔

فاتحین مدائن میں سرفہرست جلیل القدر صحابی رسول ﷺ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ شامل تھے جو بعد میں کچھ عرصہ یہاں کے گورنر بھی رہے اور مدائن میں ہی آپ کی تدفین ہوئی۔ اسی نسبت سے یہ شہر مدائن اب شہر سلمان پاک کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں، یہ وہ جلیل القدر اور عظیم صحابی رسول ﷺ ہیں جو اپنے زہد و تقویٰ میں بے مثال تھے اور صحابہ کرام میں سب سے زیادہ طویل عمر والے صحابی گزرے ہیں۔

5 ہجری غزوۂ احد پیش آیا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے جنگ کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایرانی جنگی طریقوں سے

خوب واقف تھے، انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! دشمن کے مقابلے میں ہماری تعداد بہت تھوڑی ہے، اس لئے کھلے میدان میں لڑنا مناسب نہ ہوگا، بہتر ہے کہ مدینہ کے اطراف خندق کھود کر محفوظ کر دیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تجویز کو بہت پسند کیا اور خندق کھودنے کا کام جاری ہو گیا، اس موقع پر انصار اور مہاجرین کے درمیان حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک دلچسپ بحث چھڑ گئی۔ انصار کہنے لگے کہ سلمان ہمارے ساتھ ہیں، اور مہاجرین کہنے لگے کہ سلمان ہمارے ساتھ ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس بحث کا جب حال سنا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ

(سلمان میری اہل بیت میں سے ہیں)

سرکار دو عالم ﷺ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میرے رب نے مجھے علی، مقداد، ابوذر اور سلمان، ان چار اشخاص سے محبت کا حکم فرمایا ہے اور خود رب تعالیٰ بھی ان سے محبت فرماتا ہے"۔ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔

ہماری بس سلمان پاک کی جانب رواں تھی، راستے میں سخت چیکنگ تھی اور سیکیورٹی خدشات کے پیش نظر مزار مبارک سے دور ہی اُتار دیا گیا۔ سب احباب نے مل کر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ محفل نعت منعقد ہوئی اور کراچی کے مشہور نعت خوان فرقان قادری نے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں ایک

منقبت پیش کی۔ اجتماعی دُعا کے بعد حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے جو ملحقہ کمرے میں تھا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

جلیل القدر صحابی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی راز دان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو صاحب سرّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی اسرار کی تعلیم سے نوازا تھا اور تا قیامت تک کے واقعات سے آپ کو مطلع فرما دیا تھا۔ منافقین کے بارے میں آپ کو خصوصی پہچان تھی، جب بھی کوئی جنازہ آتا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پتہ کرواتے کہ اگر حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اس جنازہ میں شامل ہیں تو آپ نماز جنازہ پڑھا دیتے ورنہ شریک ہی نہ ہوتے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کئی غزواتِ اسلام میں حصہ لیا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں نہاوند کی جنگ میں شرکت کی اور امیر لشکر کی شہادت کے بعد جھنڈا اپنے ہاتھ میں اُٹھالیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو مدائن کا گورنر مقرر کیا۔ 35 ہجری وصال فرمایا۔ وقتِ نزع یہ الفاظ آپ کی زبانِ مبارک پر تھے۔ ''اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، سو، وصال اور اپنی ملاقات کو میری لئے باعث برکت بنادے''۔

1932ء میں آپ رضی اللہ عنہ کو اور حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ کے اجساد مبارک کو آپ کے مقاماتِ دفن سے نکال کر حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قرب

میں دوبارہ دفن کیا گیا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ اور سیدنا طاہر بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کیا، اُن کے فیوضات وبرکات کے حصول کیلئے دُعا کرتے ہوئے باہر آئے اور طاق کسریٰ روانہ ہوئے۔

طاق کسریٰ

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک سے تھوڑے فاصلہ پر جانب مغرب، ایوانِ کسریٰ کی باقیات موجود ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر دُنیا کی اِس مضبوط ترین عمارت میں شگاف پڑ گیا تھا اور اُس کے چودہ کنگرے منہدم ہوئے تھے۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اتنی موٹی موٹی دیواروں میں شگاف اس طرح پڑا ہے کہ دیواریں ٹوٹی نہیں بلکہ جس چیز اور راز کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ آج بھی نشانِ عبرت کے طور پر موجود ہے۔

مذکورہ بالا زیاراتِ سلمان پاک کے بعد واپس باب الشیخ پہنچے۔ لنگر غوثیہ سے مستفیض ہوئے اور نماز کی ادائیگی کے بعد بقیہ زیارات پر حاضری کیلئے روانہ ہوئے۔

مزاراتِ مبارکہ حضرت سری سقطی وجنید بغدادی رضی اللہ عنہما

قبرستان "شیخ جنید" ریلوے لائن کے قریب ہے اور یہاں پر کافی قدیم وجدید مزاراتِ مبارکہ ہیں۔ اس علاقہ میں جن مزارات پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی خیر وبرکت کے حصول کیلئے اُن کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔

حضرت شیخ سری سقطی اور حضرت شیخ جنید بغدادی رضی اللہ عنہما کے مزارات مقدسہ ایک کمرہ میں ہیں۔ حکومتِ وقت کی طرف سے اس وقت یہاں نئی تعمیرات شروع ہیں۔ پہلے سیدنا سری سقطی رضی اللہ عنہ کا مزارِ پُر انوار اور اُن کے قدموں میں آپ کے خلیفہ اور بھانجے سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر چاندی کی وہ جالی موجود ہے جو ایک طویل عرصہ قبل حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی زینت بنی ہوئی تھی۔

حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ سری سقطی رضی اللہ عنہ اہل تصوف اور شوق کے امام تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ رموز و اسرار میں عجوبۂ روزگار تھے۔ حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ عنہ کا شمار صوفیائے کرام کے طبقۂ اولیٰ میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سیدنا معروف کرخی رضی اللہ عنہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ اُنہی کی دُعا سے آپ کو معرفت نصیب ہوئی۔

حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ عنہ کے تقویٰ و پرہیز گاری اور خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ دن میں کئی کئی مرتبہ آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتے کہ مبادا کسی گناہ کی پاداش میں چہرہ سیاہ نہ پڑ گیا ہو۔ ایک بار فرمایا کہ "میں ایسی جگہ مرنا چاہتا ہوں جہاں کوئی شناسا نہ ہو، کیونکہ ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے اعمال کی وجہ سے قبر مجھے قبول نہ کرے اور باہر پھینک کر رسوا کر دے"۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ صبر کے متعلق وعظ فرما رہے تھے، اس اثناء میں چند بار ایک بچھو نے جو آپ کے کپڑوں میں آ گیا تھا کئی بار ڈنگ مارا، لوگوں نے پوچھا

کہ آپ نے بچھو کو ہٹایا نہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو شرم آتی ہے کہ بیان تو میں صبر کے متعلق کر رہا ہوں، لیکن عمل اُس کے خلاف کروں۔

حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا اور حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے بڑی حسرت سے عرض کی، حضرت! اب آپ جیسا کوئی شخص باقی نہیں رہا، جس کے جواب میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اب تیرا مثیل بھی اور کوئی ایسا نہیں جسے میں لوگوں کی رہنمائی کیلئے مقرر کروں''۔ رمضان المبارک 253ھ آپ نے وصال فرمایا۔

حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ قطب وقت، منبع اسرار، سلطان طریقت اور بادشاہ حقیقت تھے۔ سید الطائفہ آپ کا لقب اور مقتدائے اہل تصوف تھے۔ اپنے وقت کے تمام مشائخ کا مرجع تھے۔

ایک کامل بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں جنید بغدادی رضی اللہ عنہ بھی حاضر ہیں۔ کسی شخص نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں استفتاء پیش کیا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنید کو دے دو، اُس نے عرض کیا کہ جب حضور خود تشریف فرما ہیں تو پھر کسی اور کی کیا ضرورت ہے؟ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انبیاء کو جس قدر اپنی امت پر فخر ہوگا، مجھے تنہا جنید پر اتنا فخر ہے''۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا کہ ''مجھے وضو کرا دو''، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لیکن وضو میں انگلیوں کا خلال کرانا بھول گئے۔ آپ

کی یاد دہانی پر خلال کرایا گیا، پھر آپ سجدہ میں پڑ کر رونے لگے۔ لوگوں نے آپ کی بزرگی اور اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ''جنید اس وقت سے زیادہ کسی وقت محتاج نہ تھا''۔ پھر قرآن کی تلاوت شروع کی۔ ایک مرید نے پوچھا تو فرمایا کہ ''اس سے بہتر میرے لئے کیا ہوگا جبکہ میرا نامہ اعمال ختم کیا جارہا ہے''۔

آپ کے غسل دینے کے وقت جب غسال نے آپ کی آنکھوں میں پانی پہنچانا چاہا تو ایک غیبی آواز آئی کہ ہمارے دوست کی آنکھ سے ہاتھ اٹھالے کیونکہ جو آنکھ ہمارے ذکر میں بند ہوتی ہے وہ ہمارے دیدار کیلئے کھلی رہے گی۔

جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو ایک سفید کبوتر کو دیکھا جو آپ کے جنازے کے ایک گوشہ پر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے کبوتر کو اڑانے کی بہت کوشش کی مگر بے سود، آخر کبوتر نے آواز دی کہ تم لوگ شور و غوغا نہ کرو۔ آج جنید کا جسم فرشتوں کے نصیب میں ہے۔ اگر تم لوگ نہ ہوتے تو ان کا جسم سفید باز کی طرح ہوا میں اڑ گیا ہوتا۔

حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی بارگاہوں میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے فیوضات و برکات کے طالب ہوئے۔ دُرود پاک کی کتابوں کے چند نسخے ان مقاماتِ مقدسہ کیلئے پیش کئے۔ منتظم مزار نے کتابیں وصول کرنے کے بعد رسید جاری کی۔ اس مقامِ مقدس پر الوداعی سلام اور اختتامی دُعا کے بعد باہر آ کر نبی اللہ یوشع علیہ السلام کے مقامِ مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔ اپنے احباب کے ہمراہ آپ کے مقامِ مبارک کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ اس مقامِ مبارک کی نئی تعمیر ہو رہی ہے۔ یہاں حاضری کے بعد حضرت بہلول کوفی کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کیلئے پہنچے۔

نوٹ: حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اور اُن کے تین مقاماتِ مبارکہ کی تفصیل اس کتاب کے حصہ زیاراتِ اُردن میں مطالعہ فرما سکتے ہیں۔

حضرت بہلول دانا رضی اللہ عنہ

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے مزار مبارک کے قریب جانب مغرب حضرت بہلول دانا رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ موجودہ حکومت کی طرف سے اس مزار مبارک کی تعمیر نو جاری ہے۔ حضرت بہلول دانا رضی اللہ عنہ، خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں مستجاب الدعوات مجذوب ہو گزرے ہیں۔ حضرت بہلول دانا رضی اللہ عنہ بڑی صاف گوئی اور جرأت سے خلیفہ ہارون الرشید کو نصیحت کیا کرتے اور کسی قسم کی رعایت نہ کرتے۔ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید نے نذرانہ پیش کرنا چاہا مگر آپ نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ یہ مال اُنہی کو لوٹا دیں جن سے تم نے حاصل کیا ہے۔ اس سے پہلے کہ آخرت میں حقدار اپنے حق کا تم سے مطالبہ کریں تو تیرے پاس اُنہیں دینے اور راضی کرنے کیلئے کچھ بھی نہ ہو۔ یہ سن کر ہارون الرشید رونے لگے۔

حضرت بہلول دانا رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری اور دُعا کے بعد علاقہ کرخ کے مشہور قبرستان روانہ ہوئے۔

حضرت سیدنا معروف کرخی رضی اللہ عنہ

قبرستان شیخ معروف کرخی، بغداد کا ایک قدیم قبرستان ہے، جس میں سینکڑوں کی تعداد میں اخیارِ اُمت آرام فرما ہیں۔ حضرت سیدنا معروف کرخی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک اسی قبرستان میں ہے جو مرجع خلائق ہے اور استجابتِ دُعا کیلئے مشہور

ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کی برکت سے بیمار شفایاب ہوتے ہیں اور مشہور ہیں کہ اہل بغداد آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر بارش کی دُعا کرتے تو بارش برسنے لگتی۔

حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ کا شمار اکابر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ حضرت امام علی بن موسیٰ الرضاء کے دستِ حق پرست پر مسلمان ہوئے۔آپ رضی اللہ عنہ کے علوم مرتبہ اور خصوصیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے جس کو حضرت فرید الدین عطار نیشاپوری نے اپنی مشہور زمانہ کتاب تذکرۃ الاولیاء میں نقل فرمایا ہے۔

حضرت شیخ سری سقطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے مرشد کریم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کیا کرو تو کہا کرو "یا رب بحق معروف کرخی میری حاجت کو پورا کردے" اُسی وقت تیری حاجت پوری ہو جایا کرے گی۔

یہ عظیم ولی کامل حضرت سیدنا معروف کرخی رضی اللہ عنہ اپنے مرشد کریم حضرت امام علی رضاء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہا کرتے ،آپ کے دروازے پر دربان بن کر بیٹھا کرتے تھے اور سر مبارک پر بہت بڑی پگڑی باندھا کرتے تھے۔لوگ حضرت امام علی رضاء رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں اپنی حاجات اور دُعا کیلئے آتے اور آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے کی اجازت طلب کرتے ،لیکن حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ خود ہی فرمادیا کرتے کہ آپ کو اندر جانے کی ضرورت نہیں ، گھر واپس چلے جاؤ اور سجدے میں سر رکھ کر بارگاہِ رب العزت میں عرض کرنا کہ یا اللہ! تجھے معروف کرخی کے سَر کا واسطہ ہے، میری حاجت پوری کردے۔لوگ یہ عمل کیا کرتے اور اُن کی حاجات پوری ہو جایا کرتیں۔

ایک دفعہ ایک شخص حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ اے معروف کرخی! تیرے سر میں کیا ہے۔ تیرے سر کا واسطہ اللہ تعالیٰ کبھی رد نہیں کرتا۔ حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ کی چیخ نکل گئی، فرمایا ابھی بتاتا ہوں جب اپنی پگڑی کھولی تو پگڑی کے اندر حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے نعلین مبارک تھے۔ فرمایا کہ یہ وہ نعلین مبارک ہیں جو میرے سر پر رہتے ہیں اور میرے سر کا واسطہ بھی اللہ رد نہیں کرتا۔

حضرت سیدنا معروف کرخی رضی اللہ عنہ نے 200 ہجری میں وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اور مرید حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا معروف کرخی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ عرش کے نیچے بے خود پڑے ہوئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے رب کریم! تو بہتر جانتا ہے۔ جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا "یہ معروف کرخی ہے، جو میری محبت کے نشہ میں چور ہے، اب میری ملاقات کے بغیر ہوش میں نہیں آئے گا"۔

الحمدللہ! اس عظیم مقام مقدس پر اپنے احباب کے ہمراہ حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ سید رفاقت علی شاہ صاحب آپ کی بارگاہ اقدس کیلئے چادر کا تحفہ لائے تھے۔ قصیدہ بردہ کی صداؤں میں یہ چادر آپ کے مزار مبارک پر پیش کی گئی، متولی مزار بھی موجود تھے۔ اُن سے دُعا کی درخواست کی۔ چند کتب اس عظیم بارگاہ کی لائبریری کیلئے پیش کیں۔ متولی صاحب کی خواہش تھی کہ کچھ وقت اُن کے ساتھ گزاریں لیکن تنگی وقت آڑے آ رہی تھی، اس لئے بارگاہ سیدنا معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے فیوضات و برکات کے طالب ہونے کے ساتھ الوداعی سلام اور دُعا کے بعد باہر

آئے اور باب الشیخ روانہ ہو گئے۔

نوٹ: قبرستان حضرت سیدنا معروف کرخی رضی اللہ عنہ کی دوسری اہم زیارات میں تفسیر روح المعانی کے مصنف حضرت علامہ سید محمود آلوسی کا مزار مبارک، مقبرہ زبیدہ خاتون، مزار مبارک حضرت حبیب راعی رضی اللہ عنہ، مزارِ پُر انوار حضرت داؤد طائی اور مزار مبارک حضرت شیخ ابراہیم الخواص سرفہرست ہیں۔

باب الشیخ پہنچنے کے بعد نمازِ عشاء ادا کی اور سرکار بغداد کا لنگر شریف تناول کیا اور اگلے دن کی زیارات کا پروگرام ترتیب دے کر سو گئے۔

کاظمین شریفین

کاظمین شریفین یا کاظمیہ قدیم تاریخی علاقہ ہے۔ یہاں پر دو امام حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ اور حضرت امام محمد تقی الجواد رضی اللہ عنہ ایک عجب شان کے ساتھ آرام فرمارہے ہیں۔ اوپر دو سنہری گنبد ہیں جن پر ٹنوں کے حساب سے سونا لگا ہوا ہے۔ اس مقام مقدس پر ہر وقت زائرین کا کثرت سے ہجوم رہتا ہے اور یہ وہ عظیم بارگاہ ہے جس کے متعلق حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم کی قبر مبارک کو اجابتِ دُعا کیلئے مجرب پایا"۔

سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر اور جانشین ہیں۔ ولادتِ باسعادت 128 یا 129 ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی۔ نہایت حلیم اور بردبار تھے۔ زیادتی کرنے والوں سے درگزر فرماتے، اسی لئے آپ کو "کاظم (غصہ پی

جانے والا اور عفو و درگزر کرنے والا)'' کہا جاتا ہے۔

حضرت امام تقی الجواد رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ اور نویں امام ہیں۔ آپ کی کنیت ابو جعفر اور لقب تقی ہے۔ عمر مبارک ابھی صرف 9 برس کی تھی، بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ مامون الرشید کی سواری کا گزر ہوا، خلیفۂ وقت کے رعب اور دبدبہ کی وجہ سے تمام بچے بھاگ گئے۔ مگر آپ وہیں کھڑے رہے، مامون نے رُک کر آپ سے پوچھا، بیٹے! تم کیوں نہیں بھاگے؟ جس پر آپ نے جواب دیا ''پہلی بات تو یہ ہے کہ راستہ تنگ نہیں تھا کہ میرے چلے جانے سے کشادہ ہو جاتا، دوسرا یہ کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا کہ آپ کے خوف سے بھاگ جاتا، تیسری بات یہ ہے کہ آپ کے بارے میں مجھے علم ہے کہ بغیر کسی جرم کے بلا وجہ آپ کچھ نہیں کہتے''۔ مامون الرشید یہ جواب سن کر بے حد متاثر ہوا اور آپ سے پوچھا تم کس کے بیٹے ہو اور تمہارا نام کیا ہے؟ فرمایا ''میرا نام محمد ہے اور علی رضا کا بیٹا ہوں''۔

حضرت امام محمد الجواد رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت 195ھ ہوئی اور 25 سال کی انتہائی مختصر عمر میں 220 ہجری کو وصال فرمایا۔ وصال سے کچھ عرصہ قبل خلیفہ معتصم کے زمانے میں مدینہ منورہ سے بغداد تشریف فرما ہو گئے تھے۔ یہیں آپ کا وصال ہوا اور اپنے جدِ امجد حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

ان مذکورہ بالا دو عظیم بارگاہوں میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ اپنا ہدیۂ سلام اور جملہ دوست احباب کے سلام و پیغامات بھی آپ کی بارگاہوں میں پیش کئے اور آپ کے فیوضات و برکات کے متمنی ہوئے۔ اس بارگاہِ مقدسہ مطہرہ میں ہر وقت

بے پناہ رش رہتا ہے اور جالی مبارک تک پہنچنا بھی انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ الحمد للہ! آپ کی توجہات ہمارے شامل حال رہیں، کچھ وقت آپ کی بارگاہِ اقدس میں گزارا۔ یہاں سے الوداع ہونے کے بعد حضرت امام ابو یوسف کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔

سیکیورٹی خدشات کے پیش نظر اور حفاظتی اقدامات کے طور پر اب زائرین کو کاظمین شریفین حاضری کیلئے بارگاہِ مقدسہ سے کافی دور اُتار دیا جاتا ہے اور پیدل چل کر اس مقامِ مبارک پر حاضری ممکن ہوتی ہے۔ راستے میں دو تین مقامات پر سخت چیکنگ ہوتی ہے اور اب تو موبائل فون اور کیمرہ بھی اندر لے جانے کی اجازت نہیں۔ حاضری کے بعد باہر آنے پر ایک مقام پر چائے نوش کی اور کاظمین کے تبرک سے لطف اندوز ہوئے۔ واپس اپنی بس کی طرف آئے اور سوار ہو کر باب الشیخ روانہ ہوئے۔

بارگاہِ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ میں حاضری کے بعد نماز ادا کی، لنگر غوثیہ تناول کیا اور امیر قافلہ نے پروگرام دیا کہ کل انشاء اللہ العزیز حلہ، کوفہ، نجف اشرف اور کربلائے معلی کی زیارات کیلئے روانہ ہوں گے۔

حضرت ایوب علیہ السلام

بروز منگل 19 فروری 2013ء مسجد شیخ عبد القادر جیلانی میں نماز فجر ادا کی۔ الحمد للہ! قیامِ بغداد شریف کے دوران ہمارا یہ مستقل معمول رہا کہ باب الشیخ میں موجود ہونے کی صورت میں تمام نمازیں مسجد غوثیہ میں باجماعت ادا کرتے اور

باب الشیخ سے باہر نکلتے وقت اور واپس آنے کے بعد بارگاہِ غوثیہ میں اپنی حاضری لگواتے اور امداد کے طالب ہوتے۔

میں طالب امداد ہوں، امداد ہو میری

یا غوث رضی اللہ عنہ تم آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اولادِ علی رضی اللہ عنہ ہو

ناشتہ کے بعد سفرِ زیارات کیلئے تیاری کی۔ امیر قافلہ صاحب کی طبیعت آج کچھ خراب تھی، اس لئے انہوں نے آج قافلہ کے ہمراہ جانے سے معذرت چاہی اور اپنی جگہ اس بندۂ ناچیز اور اپنے صاحبزادے محمد عمر فاروق کو قافلے کی قیادت سونپی اور ہم بس میں سوار ہو کر حلہ شہر روانہ ہوئے۔

بغداد مقدس سے حلہ شہر 80 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اس میں سب سے اہم مقام نبی اللہ حضرت ایوب علیہ السلام کا مزارِ مبارک ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ علمائے تفسیر و تاریخ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام صاحبِ مالِ کثیر و اہل و عیال تھے۔ کثرت سے زمین آپ کی ملکیت میں تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب کچھ آپ علیہ السلام سے واپس لے لیا اور آپ علیہ السلام کے جسم میں کئی بیماریاں لگا دی گئیں، آپ علیہ السلام کے جسم کا کوئی حصہ بھی سوائے دل اور زبان کے درست نہ رہا۔ اس کے باوجود آپ ہر وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہتے اور ان ابتلاءات پر صابر و شاکر رہتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ سب سے زیادہ بلائیں اور مصیبتیں انبیاء پر نازل ہوتی ہیں پھر نیک لوگوں پر اور پھر درجہ بدرجہ۔ ایک اور موقع پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''آدمی کے دین کے مطابق اُس کو پریشانیوں اور

مصیبتوں میں ڈالا جاتا ہے، اگر وہ اپنے دین میں مضبوط ہوتا ہے تو بلاؤں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے"۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے ان تمام ابتلاءات پر صبر و شکر کیا اور ہمیشہ اپنے رب کی بڑائی کرنے میں مصروف رہتے۔ حتیٰ کہ صبرِ ایوب علیہ السلام ایک ضرب المثل بن گیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام ہی وہ پہلے شخص تھے جن کو چیچک کی بیماری لگی۔ ان بیماریوں کی وجہ سے حضرت ایوب علیہ السلام کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ آپ علیہ السلام کے جسم مبارک سے گوشت اتر چکا تھا اور صرف ہڈیاں باقی رہ گئی تھیں اور جب یہ ابتلاءات طول پکڑ گئیں تو ایک دن آپ علیہ السلام کی بیوی نے آپ علیہ السلام سے کہا "اے ایوب! اگر تم اپنے رب سے ان ابتلاءات سے نکلنے کی دُعا کرتے تو یقیناً وہ آپ علیہ السلام کی دُعا کو قبول فرماتا"۔ جس پر آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ "میں نے 70 سال صحیح و سالم گزارے اور اگر اس پر 70 سال بھی صبر کروں تو یہ کم ہے"۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ کے نبی ایوب علیہ السلام نے 18 سال ان ابتلاءات میں گزارے، دور و قریب کے سب نے اُن کو چھوڑ دیا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ تمام بلائیں دور کر کے آپ علیہ السلام کی جوانی کو لوٹایا اور اُس میں مزید برکت عطا فرمائی اور دوبارہ آپ علیہ السلام سے کثیر تعداد میں اولاد پیدا ہوئی۔

نبی اللہ ایوب علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ مختصر محفل نعت منعقد کی اور کاموکی کے مولانا محمد امجد چشتی صاحب نے دُعا کروائی اور الوداعی سلام کے بعد باہر آ کر گاڑیوں میں سوار ہو کر کوفہ روانہ ہوئے۔

☆ شہر حلہ سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر شہر بابل کے آثار موجود ہیں۔

بابل ایک قدیم تاریخی شہر ہے۔ یہی علاقہ نمرود کا پایۂ تخت رہا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے گرفت آئی تو ایک حقیر مچھر کے ذریعے وہ ذلیل وخوار ہوگیا۔ ان جابر وسرکش حکمرانوں کے تباہ شدہ محلات آج بھی نشانِ عبرت کے طور پر موجود ہیں۔

☆ تاریخی اور قدیمی شہر بابل کے کھنڈرات میں وہ کنواں اب تک موجود ہے جس میں ایک روایت کے مطابق دو فرشتے ہاروت وماروت الٹے لٹکے ہوئے ہیں۔ اس کنویں میں ابھی تک (1997ء) پانی موجود ہے جو انتہائی گہرا ہے۔ پتھر کا ٹکڑا پھینکیں تو کچھ وقت کے بعد پانی کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ کنواں بطورِ عبرت آج تک محفوظ رکھا ہے۔

☆ شہر بابل واپس جاتے ہوئے ایک گاؤں ذوالکفل آتا ہے جہاں پر بنی اسرائیل کے مشہور پیغمبر حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ آپ کے مزار کے ساتھ والے کمرے میں آپ کے پانچ اصحاب کی قبور ہیں اور ایک مقام حضرت خضر علیہ السلام کا مقامِ عبادت بتایا جاتا ہے۔

(☆ مذکورہ بالا مقامات پر اس سفر میں حاضری نہ ہوئی کیونکہ یہ طے شدہ پروگرام میں شامل نہیں تھا)۔

کوفہ کی زیارات

کوفہ عالم اسلام کا ایک اہم ترین شہر اور اسلامی ریاست کا دارالخلافہ رہا ہے۔ شہر بابل سے 50 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا

دارالخلافہ مدینہ منورہ سے یہاں منتقل کیا تو بلادِ اسلامیہ میں اس شہر کی اہمیت وشہرت میں مزید اضافہ ہوگیا۔

جامع مسجد کوفہ

جامع مسجد کوفہ کا شمار قدیم ترین مساجد میں ہوتا ہے۔ اس میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بحالتِ نماز ضرب لگی جس مقام پر آپ رضی اللہ عنہ کو ضرب لگی، اس مقام پر خوبصورت چاندی کا دروازہ لگا ہوا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وہ تاریخی جملہ ''فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ'' (رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوگیا) آبِ زر کے ساتھ تحریر ہے۔ مسجد کے صحن میں کئی یادگاریں موجود ہیں جن میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سرکارِ دو عالم علیہ السلام سے منسوب مصلے اور محرابیں سرفہرست ہیں۔

مزار مبارک حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ

جامع کوفہ کے مرکزی دروازے کی دائیں جانب ایک سنہری گنبد کے نیچے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ آپ شہید کربلا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سفیر و وکیل تھے۔ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی سنہری گنبد والی عمارت اُن عظیم آستانوں میں سے ایک ہے جن پر ٹنوں کے حساب سے سونا لگا ہوا ہے۔ آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی نگاہِ بابرکات کے متمنی ہوئے اور دُعا کے بعد باہر آ کر حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

☆☆ (نوٹ: حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے قریب

جنوب مغرب میں مختار بن عبید ثقفی (کذاب) کی قبر ہے، جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے انتقام لینے کا شاندار کارنامہ انجام دیا تھا لیکن بعد میں اُس نے خود نبوت کا دعویٰ کر دیا، حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو جب اس شخص کے دعوۂ نبوت کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی سرکوبی کیلئے ایک لشکر روانہ فرمایا جس نے اس بدبخت کو 67 ہجری قتل کر دیا، لہٰذا اس جھوٹے نبوت کے دعویدار کی قبر کے قریب جانے سے بچیں) ☆☆☆

حضرت ھانی بن عروہ رضی اللہ عنہ

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے روضہ کے بالمقابل دوسری جانب حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ آج کل جدید تعمیرات کی وجہ سے مزار مبارک تک رسائی نہ ہو سکی۔ باہر سے ہی سلام کا نذرانہ پیش کیا اور دُعا کے بعد جامع کوفہ سے باہر نکلنے کے بعد سیدۃ خدیجہ بنت علی رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے جو بالکل قریب ہے، باہر سے ہی ہدیہ عقیدت پیش کیا، کیونکہ یہاں پر بھی نئی تعمیرات کی وجہ سے اندر رسائی نہ ہو سکی۔ الوداعی دُعا کے بعد حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گھر مبارک

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ گھر مبارک جامع کوفہ کے بالکل قریب ہے۔ اس گھر مبارک کی زیارت کیلئے ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ یہ وہ گھر مبارک ہے جہاں پر مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادوں سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما اور دیگر اہل خانہ کے ہمراہ ایک عرصہ تک قیام پذیر رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر مبارک کے مختلف چھوٹے چھوٹے کمرے ہیں۔ایک کمرہ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ شہادت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو اس مقام پر غسل دیا گیا تھا۔ایک اور کمرہ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ یہاں پر حسنین کریمین پڑھا کرتے تھے۔آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کے ایک کونے میں ایک کنواں بھی اب تک موجود ہے جس میں پانی جاری وساری ہے اور بے شمار بیماریوں کا علاج بتایا جاتا ہے اور لوگ اسے بطور تبرک بھی اپنے ہمراہ لے کر جاتے ہیں۔

کوفہ کی ان اہم و مشہور زیارات کے بعد نجف اشرف روانہ ہوئے جو شہر کوفہ سے تقریباً 8 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

نجف اشرف

شاعر مشرق حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نجف اشرف کے بارے میں فرماتے ہیں۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

نجف اشرف کے ایک قدیم قبرستان میں بے شمار بزرگان دین، اولیاء، علماء کے علاوہ دو انبیائے کرام حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کی قبور مبارکہ بھی موجود ہیں۔ایک چھوٹے سے کمرے میں ایک گنبد کے نیچے یہ قبور ہیں اور کمرے کے باہر تحریر ہے "**مرقد الانبیاء ہود و صالح**"۔

مزارِ مبارک حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ

موجودہ حکومت کی طرف سے روضہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیرونی اطراف میں تعمیرات جاری ہیں۔ موجودہ حالات کے پیش نظر سخت سیکیورٹی ہے اور کئی مقامات پر چیکنگ کروانے کے بعد آپ کے مزارِ مبارک تک پہنچنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ہر وقت زائرین کا بے پناہ رش ہوتا ہے، کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر آپ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیہ سلام پیش کیا اور فوری ذہن میں یہ حدیث مبارکہ آئی کہ "میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہے"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سیرت نبویہ کے مظہر اتم، اخلاق نبوی کے آئینہ دار اور ظاہری و باطنی علوم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین، رازدار، علم و حکمت، شجاعت اور فقر و درویشی میں اپنی مثال آپ تھے۔ خشیت الٰہی کا یہ حال تھا کہ ساری ساری رات مصلی پر بیٹھے محوِ عبادت رہتے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کے بارے میں یہی مشہور ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نجف اشرف میں مدفون ہیں لیکن کئی اور مقامات پر بھی آپ رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو اپنے دورِ خلافت میں سازشوں، شورشوں اور فتنوں کا سامنا رہا، جس کے نتیجے میں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سانحہ پیش آیا۔ ضروری تھا کہ مزید شورشوں سے بچنے کیلئے آپ رضی اللہ عنہ کے مقامِ دفن کو خفیہ رکھا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر انور کے بارے میں روایات کچھ اس طرح سے ہیں۔

☆ جامع مسجد کوفہ کے قریب قصر الامارۃ میں دفن کیا گیا۔

☆ کوفہ میں کسی جگہ مدفون ہیں، مگر قبر معلوم نہیں۔

☆ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے جسد مبارک کو کوفہ سے مدینہ منورہ لے گئے اور جنت البقیع میں سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

☆ شہادت کے فوراً بعد آپ کے جسد اقدس کو ایک تابوت میں محفوظ کر کے اونٹ پر سوار کیا گیا، راستے میں اونٹ گم ہو گیا اور قبیلہ بنی طے کے علاقہ میں جا پہنچا، انہوں نے خزانہ سمجھ کر تابوت کھولا، مگر جب اندر سے آپ رضی اللہ عنہ کا جسد اطہر برآمد ہوا تو انہوں نے اس کو دفن کر دیا۔

☆ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک افغانستان کے علاقہ مزار شریف میں ہے اور افغانستان کے قدیم جھنڈے میں آپ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کا نقشہ تھا۔

قارئین کرام! کوئی بھی مقام کسی عظیم شخصیت سے منسوب ہو جائے تو یقیناً اُس کے اپنے روحانی فیوضات و برکات ضرور ہوتے ہیں۔ نجف اشرف میں مزار مبارک آپ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات سے منسوب ہے۔ زائرین آپ رضی اللہ عنہ ہی کی زیارت کی غرض سے آتے ہیں، سو اُن کی زیارت کیلئے آنے والے اجر و ثواب اور فیوضات و برکات سے محروم نہیں رہتے۔

مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں کچھ دیر ٹھہرے، اپنا استغاثہ پیش کیا، الوداعی سلام و دُعا کے بعد باہر آئے اور ایک ہوٹل میں عراقی کھانوں سے لطف اندوز ہونے کے بعد گاڑی میں سوار ہو کر کربلائے معلّیٰ روانہ ہوئے۔

کربلائے معلیٰ

ام المومنین سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جبریل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے بیٹے حسین کو "طف" کے مقام پر قتل کیا جائے گا۔ جبریل میرے پاس اُس جگہ کی مٹی لائے ہیں اور بتایا ہے کہ اس مقام میں آپ کی تدفین ہوگی"۔

حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یقیناً میرے بیٹے کو کربلاء نامی جگہ پر شہید کیا جائے گا، اُس وقت تم لوگوں میں سے جو موجود ہو اُسے چاہئے کہ وہ حسین کی تائید کرے"۔

سانحہ کربلاء کے وقت یہ صحرائی علاقہ تھا مگر اب اچھی خاصی آبادی اور بڑا شہر بن گیا ہے۔ بلند و بالا عمارات اور بڑے ہوٹل اس شہر کی زینت بن چکے ہیں۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے صدر دروازے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ تحریر ہے کہ "حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں"۔ مرکزی دروازہ سے داخل ہوں تو سامنے ضریح مبارک نظر آتی ہے۔ جس کو دیکھتے ہی انسان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور فوراً کربلاء کے اُس دردناک منظر کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مزار مبارک سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر ہر وقت زائرین کا ہجوم ہوتا ہے، مشکل سے ہی جالی مبارک تک حاضری ہو سکتی ہے۔

قافلہ کے تمام احباب اکٹھے ہو کر اندر حاضر ہوئے اور آہستہ آواز میں محفل منعقد کی۔ صدر مجلس نے دُعا کروائی اور باہر نکل کر قریب ہی ایک الگ عمارت میں

سیدنا عباس علمدار رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کیلئے پہنچے۔ حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ اپنے برادر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روزِ عاشور تپتے ہوئے صحراء میں اپنی مجاہدانہ جان نثاری اور وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یوم کربلا جس ایثار اور وفاداری کا مظاہرہ فرمایا اُس کی مثال پوری تاریخِ انسانیت میں کہیں نہیں ملتی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خون کے آخری قطرے تک حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا دفاع کیا۔

حضرت سیدنا عباس علمدار رضی اللہ عنہ کی قربت میں کچھ وقت گزارا، گھڑی دیکھی تو رات کافی گزر چکی تھی اور ابھی ہم نے واپس شہر بغداد پہنچنا تھا۔ اس لئے الوداعی سلام اور دُعا کے بعد باہر آئے اور بس میں سوار ہو کر سوئے بغداد روانہ ہوئے۔

کربلائے معلیٰ سے تقریباً چھ کلومیٹر کے فاصلے پر حضرت حُر شہید رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک قابلِ دید ہے۔

عرس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ (بڑی گیارہویں شریف)

دینِ اسلام میں بزرگانِ دین کے یوم وصال کو ایک خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ گیارہویں شریف سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک تقریب کا نام ہے۔ اس تقریب یا عرس کا انعقاد سینکڑوں برس سے مسلمانانِ عالم، مشائخ عظام اور اولیائے کرام اہتمام سے کرتے چلے آ رہے ہیں اور انشاء اللہ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا، کیونکہ بقول حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کا سورج ایسا ہے جو کبھی غروب نہیں ہوگا۔

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "قرۃ الناظرۃ و خلاصۃ المفاخرۃ" میں بیان فرماتے ہیں کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ چاند کی گیارہ تاریخ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں تقریب منعقد فرمایا کرتے پھر دوسرے لوگوں نے بھی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اتباع میں گیارھویں کی تقریب شروع کر دی اور پھر یہ تقریب آپ رضی اللہ عنہ کے دور اقدس سے لے کر آج تک منائی جارہی ہے اور انشاء اللہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مشہور و معروف تاریخ وصال بھی 11 ربیع الثانی ہے، لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک 11 تاریخ کو منایا جانے لگا اور گیارھویں کی وہ محفل آپ کے عرس مبارک سے منسوب ہو کر حضور غوث مبارک رضی اللہ عنہ کی گیارھویں شریف کے نام سے مشہور ہو گئی۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک کی انہی تقریبات میں ہم شرکت کیلئے پاکستان سے بغداد شریف میں موجود تھے۔ پاکستان کے علاوہ دنیا بھر سے زائرین تشریف لا چکے تھے۔ درگاہ غوثیہ زائرین اور مقامی خواتین وحضرات سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ سرکاری و غیر سرکاری طور وسیع پیمانے پر لنگر غوثیہ کا انتظام تھا۔

نماز عصر کے بعد سرکاری طور پر مزار اقدس پر چادر پوشی کی رسم ادا کرنے کے ساتھ ہی عرس مبارک کی تقریبات کا آغاز ہو گیا۔ نماز مغرب کے بعد مسجد غوثیہ (نئے حصے) میں عرس مبارک کے حوالے سے ایک سرکاری تقریب کا انعقاد ہوا، جس میں ملکی وغیر ملکی مہمان، عرب و اسلامی ممالک کے سفراء، سجادہ نشین حضرات اور سُنّی اوقاف بورڈ کے چیئرمین بھی بطور مہمانِ خصوصی موجود تھے۔ محفل کا آغاز تلاوت

کلام پاک سے ہوا، خانقاہ مقدسہ کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ صدارتی خطاب ہوا، جس کے بعد سجادہ نشین صاحب کی طرف سے سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی پر مختصر کلمات اور حاضرین و مہمانانِ گرامی کیلئے شکریہ کے کلمات ادا ہوئے، محفلِ نعت شروع ہوئی اور پھر دف کے ساتھ حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی شان میں منقبتیں پیش کی گئیں، جنہوں نے ایک روحانی کیف و سرور پیدا کر دیا۔ علم بلند ہوا اور تمام حاضرین کھڑے ہو کر محفلِ ذکر و وجد میں مصروف ہو گئے۔ اس دوران سرکاری طور پر مٹھائیاں بھی حاضرین میں تقسیم ہوئیں اور یہ روحانی و وجدانی محافل اندر و باہر صحن میں ساری رات جاری و ساری رہیں۔ اس دوران لنگر بھی تقسیم ہوتا رہا۔

امیر قافلہ کی طرف سے ہمیں اطلاع دی گئی کہ رات دس بجے مزار مبارک کی جالی والا دروازہ کھلے گا، آپ اپنی اپنی چادریں لے کر مسجد میں پہنچ جائیں۔ ہم بھی اپنی چادریں سر پر اُٹھائے مسجد میں پہنچ گئے، اپنی باری آنے پر روضہ مبارکہ کے کمرے سے ہوتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں پہنچے اور چادریں خود آپ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ قبرِ انور کو بھی بوسہ دینے کا شرف حاصل کیا اور ہم اپنی قسمت پر ناز کر رہے تھے، کیونکہ یہ دروازہ مبارکہ صرف عرس کے موقع مبارک پر ہی کھولا جاتا ہے یا پھر بڑی شخصیات کی آمد کے موقع پر کبھی کبھار کھلتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کے بعد باہر آ کر رب تعالیٰ کے شکریے کے ساتھ سرکارِ بغداد کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے نہ صرف ہمیں اپنے شہر بغداد بلایا بلکہ سات دن اپنے قرب میں رکھنے کے ساتھ عرس کی تقریبات میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی اور اپنی قبرِ انور کو بھی بوسہ دینے کا شرف نصیب فرمایا۔

اس عظیم سعادت حاصل ہونے پر احباب نے آپس نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی اور رات گئے ان نورانی وروحانی مناظر سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ اگلے روز بغداد شریف کی باقی مشہور و معروف بارگاہوں میں حاضری کا شرف حاصل کیا، زیارات پر حاضری کے بعد واپس ہوئے اور ایک بار پھر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کو بوسہ دینے اور سلام کی سعادت نصیب ہوئی۔ اگلے دن عراق سے اگلی منزل اردن کیلئے روانگی تھی۔

بروز جمعۃ المبارک مؤرخہ 22 فروری نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اس سفر کے الوداعی سلام کیلئے بارگاہِ غوثیہ میں پہنچے، ایک عجیب کیفیت طاری تھی، صرف سات دن آپ رضی اللہ عنہ کی قربت میں گزارے تھے لیکن آپ کے فیض مبارک سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ پتہ نہیں ہم کتنے عرصہ سے یہاں مقیم ہیں۔ الوداعی لمحات بہت مشکل ہوتے ہیں، نمناک آنکھوں سے آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے۔ سب کیلئے اور بالخصوص اس موقع پر اپنے ملک پاکستان کیلئے گڑگڑا کر دُعائیں کیں اور اس درخواست، سلام اور دُعا کے بعد باہر آئے، یا غوث اعظم رضی اللہ عنہ! گو کہ اس قابل نہیں لیکن پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ ہم پر کرم اور مہربانی فرمائیں اور ایک بار پھر اپنے در اقدس کی حاضری ضرور نصیب فرمائیں۔

الوداعی سلام کے بعد باہر آئے، ناشتہ کیا اور دو بڑی گاڑیوں میں سوار ہو کر سوئے اُردن روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک مقام پر رُکے، چائے پانی سے تواضع ہوئی، کچھ دیر بعد عراق کا بارڈر آیا، اپنے پاسپورٹوں پر خروج کی مہریں لگوائیں اور نو مین لینڈ کو کراس کرتے ہوئے سرزمین اُردن میں داخل ہو گئے۔

مزار مبارک حضرت سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ

مزار مبارک حضرت سیدنا حذیفہ الیمان رضی اللہ عنہ

بغداد مقدس، عراق

مزار مبارک حضرت سیدنا معروف الکرخی رضی اللہ عنہ

مزار مبارک حضرت سیدنا سری سقطی و جنید بغدادی رضی اللہ عنہما

مقامِ مبارک حضرت منصور الحلاج رضی اللہ عنہ

مزارِ پُرانوار امام الائمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ

بغدادِ مقدس، عراق

مزارِ پُر انوار حضرت سیدنا بشر حافی ؓ

مزار مبارک حضرت سیدنا ابو بکر الشبلی ؓ

اُردن

مقامِ مبارک حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

مزارِ پُر انوار حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

مزار مبارک حضرت سیدنا ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ

مزارِ انوار نبی اللہ شعیب علیہ السلام

مزارِ پُر انوار حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

مزارِ پُر انوار حضرت سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ

مزارِ مبارک حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

مقامِ معرکہ مُوتہ

اُردن

صدیوں پرانا درخت جس کے سائے میں سرکارِ دو عالم ﷺ سے دو راہبوں نے ملاقات کی

کرک میں نبی اللہ حضرت نوح علیہ السلام کا مقامِ مبارک

اُردن

جرش میں نبی اللہ حضرت ہود علیہ السلام کا مقامِ مبارک

غورصافی میں نبی اللہ حضرت لوط علیہ السلام کی غار کا بیرونی منظر

اُردن

مادبا کے قریب نیبو پہاڑ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقامِ وفات

پترا کے قریب حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار مبارک

نبی اللہ حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک

ماحص میں حضرت خضر علیہ السلام کا مقام عبادت

صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک

صحابی رسول ﷺ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک

اُردن

صحابی رسول ﷺ حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک

صحابی رسول ﷺ حضرت حارث بن عمیر الازدی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک

اُردن

صحابی رسول ﷺ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا مقام مبارک

مقام معرکۂ یرموک

اُردن

اصحاب کہف کی غار کا بیرونی منظر

اصحاب کہف سے منسوب اشیاء

بابرکت سرزمینِ

سرزمینِ اُردن

اُردن کی سرزمین بابرکت سرزمین ہے، اس کے جنوب میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ واقع ہے، مغرب میں اس کی حدود سے تیس (30) کلومیٹر کے فاصلے پر دُنیا کا عظیم مرکزِ روحانیت "بیت المقدس" ہے، شمال میں بابرکت سرزمین "شام" اور مشرق میں سرزمینِ انبیاء واولیاء "عراق" واقع ہے۔ حجازِ مقدس اور بیت المقدس جس کے اردگرد اللہ تبارک وتعالیٰ نے برکت رکھی ہے اُن کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے سرزمینِ اُردن کو "ارض مبارکۃ" بابرکت سرزمین کہا جاتا ہے۔

مشہور مفسرین کرام اس بات پر متفق ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی دُعائے مبارکہ "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِیْ شَامِنَا" (اے اللہ! ہمارے شام میں برکت عطا فرما)۔ اس لفظِ شام میں اُردن بھی شامل ہے اور اُس بابرکت سرزمین کا ایک جز ہے۔

سرزمینِ اُردن کو بے شمار انبیاء کرام سے برکتیں حاصل ہوئیں جب وہ اس سرزمین میں مقیم ہوتے یا دورانِ سفر اس سرزمین سے گزرتے۔ ان میں حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت خضر، حضرت شعیب، حضرت یوشع، حضرت ایوب، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سرفہرست ہیں۔

سرکارِ دوعالم ﷺ نے اپنے بچپن میں دو مرتبہ شام کی طرف سفر فرمایا، اس سفر میں آپ ﷺ کی ملاقات بحیرہ راہب اور غلام میسرہ کے ہمراہ راہب نسطورے جس مقام پر اور جس درخت کے نیچے ہوئی کہا جاتا ہے کہ وہ مقام سرزمینِ اُردن تھی۔

آج بھی یہ درخت اپنی اُن بابرکت یادوں کو محفوظ کئے ہوئے سرزمینِ اُردن میں موجود ہے اور قابلِ دید مقام ہے۔

سرزمینِ اُردن میں کئی عظیم وجلیل القدر صحابہ کرام نے معرکوں میں جامِ شہادت نوش فرمایا اور پھر اسی سرزمین میں اُن کی تدفین ہوئی۔ معرکہ موتہ، معرکہ فحل اور معرکہ یرموک کے شہداء کے مزارات مبارکہ اسی سرزمین میں ہیں۔

اٹھارہ (18) ہجری طاعونِ عمواس کی وباء کے نتیجہ میں کئی عظیم شخصیات نے وصال فرمایا، ان میں سرفہرست سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت شرحبیل ابن حسنہ رضی اللہ عنہ ہیں، ان تمام شہداء کے مزاراتِ مبارکہ بھی اُردن میں ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ جس کو ترمذی اور بن ماجہ میں ذکر کیا ہے اور زین الدین العراقی نے اپنی کتاب "**المغنی عن حمل الاسفار فی تخریج ما فی الاحیاء من الاخبار**" (جلد4، ص657) میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**ان حوضي ما بين عدن الى عمان البلقاء**" کہ میرا حوض عدن اور عمان البلقاء (اردن) کے درمیان تک ہوگا۔

مذکورہ بالا مختصر تمہید کے بعد یہ واضح ہوگیا کہ حجازِ مقدس، فلسطین اور شام کے بعد اُردن کی سرزمین بھی بابرکت سرزمین ہے، لیکن بہت کم لوگ اس سرزمین کے مقام اور مرتبے سے واقف ہیں۔

اُردن میں بے شمار مذہبی وتاریخی نوعیت کے مقامات قابلِ دید ہیں۔ ہمارا مقصدِ سفر زیاراتِ مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل کرنا ہوتا ہے، اس وجہ سے ہم

بہت کم تاریخی مقامات دیکھ پاتے ہیں۔

مقاماتِ مقدسہ کے حوالے سے عربی زبان میں چند ایک الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ معلومات کیلئے اُن پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں۔ "**ضریح**" اُس مقام کو کہا جاتا ہے جہاں کسی نبی، صحابی یا ولی کو بالفعل دفن کیا گیا ہو۔ "**مقام**" اُس کو کہتے ہیں جہاں پر کسی بابرکت شخصیت (نبی، صحابی یا ولی) نے مختصر یا طویل قیام کیا ہو جسے ہمارے ہاں عرفِ عام میں ''بیٹھک'' کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا مقامات کے تقدس کو برقرار رکھنے کیلئے ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہاں پر قبور کے نشانات بنا دیئے جاتے ہیں، حالانکہ وہاں کوئی قبر وغیرہ نہیں ہوتی لیکن کسی نبی، صحابی یا ولی کی نسبت سے وہ جگہ یا مقام اتنا مشہور ہو جاتا ہے کہ لوگ اُسے مزار سمجھنا شروع کر دیتے ہیں، لیکن وہ مقام یا بیٹھک ہوا کرتی ہے۔

کسی عظیم شخصیت سے منسوب ہونے کے سبب اُس مقام کے اپنے فیوضات و برکات بھی ہوتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مخصوص اشخاص اور معین مقامات کو برکت سے نوازتا ہے، جیسے مہینوں میں رمضان کو برکتوں سے نوازا، دنوں میں سے جمعہ کو برکتوں سے نوازا، درختوں میں سے زیتون کے درخت کو برکتوں سے نوازا۔

سرزمینِ اُردن کے چند اہم و مشہور تاریخی مقامات

دارالحکومت عمان کے مقامات

متحف الرسول (رسول اللہ ﷺ کے تبرکات کا میوزیم) / مقام صحابی

رسول ﷺ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ / اصحاب کہف کی غار / مقام صحابی رسول ﷺ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ / مقام قائد عظیم موسیٰ بن نصیر رضی اللہ عنہ۔

ضلع بلقاء کے مقامات

مزار مبارک سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ / مزار مبارک سیدنا ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ / مزار مبارک نبی اللہ شعیب علیہ السلام / مزار مبارک نبی اللہ یوشع بن نون علیہ السلام / مقام حضرت خضر علیہ السلام

اغوار الشمالی کے مقامات

مزار مبارک حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ / مزار مبارک شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ / مزار مبارک عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ / مقام معرکہ یرموک

ضلع اربد کے مقامات

غار حضرت عیسیٰ علیہ السلام / مقام نبی اللہ داؤد علیہ السلام / مقام حضرت خضر علیہ السلام / مقام صحابی رسول ﷺ ابی الدرداء رضی اللہ عنہ

ضلع عجلون کے مقامات

مقام نبی اللہ الیاس علیہ السلام / مقام صحابی رسول ﷺ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ

ضلع جرش کے مقامات

مسجد و مقام نبی اللہ ہود علیہ السلام

ضلع طفیلہ کے مقامات

مزارات مبارکہ صحابی رسول ﷺ حضرت حارث بن عمیر الازدی رضی اللہ عنہ، صحابی رسول ﷺ شہید فروہ بن عمرو الجذامی رضی اللہ عنہ / مقام صحابی رسول ﷺ حضرت

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

ضلع معان کے مقامات

مقام تابعی ابی سلیمان الدارانی رضی اللہ عنہ / مسجد و مقام نبی اللہ ہارون علیہ السلام / جبل ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

ضلع کرک کے مقامات

مزاراتِ مبارکہ سیدنا زید بن حارثہ، سیدنا جعفر بن ابی طالب، سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم / مقام نبی حضرت نوح علیہ السلام / مقام نبی حضرت لوط علیہ السلام۔

ضلع مفرق میں متبرک درخت

اسلامی روایات کی رو سے دینِ حنیف کے ایک پیروکار زید بن عمر بن نفیل، جو مکہ معظمہ کے باشندے تھے، نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کے قریبی عرصہ میں یا شاید ظہور قدسی سے فوراً پہلے فیصلہ کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دینِ حنیف کی جستجو کی خاطر مکہ شریف سے عازمِ سفر ہوا جائے، وہ پھرتے پھرتے شام اور عراق میں پہنچے۔ اس حوالے سے راہبوں اور پادریوں سے سوال کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ بالآخر بلقاء کی وادی میفاء کے مقام پر ایک راہب سے ملے جس نے انہیں بتایا کہ اُن کے اپنے ہی قوم وقبیلہ سے دینِ ابراہیمی کے نام لیوا ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے دور میں حضرت ابو طالب کی ہمراہی میں بحیرہ راہب سے ملاقات ہوئی تھی اور بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی رفاقت میں میسرہ غلام کی ملاقات اسی مقام پر نسطورا راہب سے ہوئی تھی۔

صفاوی کے نزدیک آج بھی وہ قدیمی درخت موجود ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسی درخت کے سائے میں آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے تھے۔ تاہم حلبی (ستارہویں صدی) ابن عساکر (بارہویں صدی) کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ واقعات بلقاء کے ضلع میفا کے گاؤں میں رونما ہوئے۔ یہ دونوں مقامات اُردن میں موجود ہیں۔ صفاوی کے قریب واقع درخت کو مقامی آبادی کی سطح پر عرصہ ہائے دراز سے اس مخصوص حوالے سے ہی پہچانا جاتا ہے۔

یہ مبارک درخت جس کی عمر تقریباً پندرہ سو (1500) سال ہے، صحراوی روڈ (جو شہر مفرق اور شہر رویشد کو ملاتا ہے) کے علاقہ بقیعاویہ/صفاوی میں واقع ہے جو اُردن کے دارالحکومت عمان سے ایک سو پچاس (150) کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کے علاوہ اُردن کے دوسرے اضلاع میں بھی کئی مقاماتِ مقدسہ قابلِ دید ہیں۔ آئندہ سطور میں ہم اُن مقاماتِ مقدسہ کا ذکر کریں گے جہاں پر ہم نے ذاتی طور پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔

اُردن کی سرحد پر طویل قانونی کارروائی کے بعد بارڈر کی ایک چھوٹی سی مگر خوبصورت مسجد میں اس بندہ نے سرزمینِ اُردن میں مغرب کی اذان دینے کی سعادت حاصل کی۔ امیر قافلہ جناب غلام اویس قرنی قادری صاحب نے مغرب کی جماعت کروائی، جس کے بعد ایک کوسٹر میں سوار ہوئے اور اُردن کے مقامی گائیڈ کے ہمراہ دارالحکومت شہر عمان روانہ ہوئے۔ تقریباً دو گھنٹے کی مسافت کے بعد عمان شہر میں پہلے سے Reserved ہوٹل "اریـنـہ" پہنچے۔ جہاں پر رات کا کھانا کھایا۔ (ہمارے پیکیج میں رات کا کھانا شامل نہیں تھا لیکن ہمارے اور اُردن کے میزبان

ایجنٹ کے باہمی اتفاق سے رات کے کھانے کو بغیر کسی فالتو ادائیگی کے پیکیج میں شامل کر لیا گیا) امیر قافلہ نے احباب کو کمروں کی چابیاں حوالے کیں اور اصحاب سامان اُٹھاتے ہوئے اپنے کمروں کو روانہ ہوئے۔

بروز ہفتہ مورخہ 23 فروری 2013ء نماز فجر کی ادائیگی کے بعد تیار ہو کر ہوٹل کے ڈائننگ ہال پہنچے جہاں پر پُر تکلف ناشتہ ہمارے انتظار میں تھا جس میں انواع واقسام کے سلاد، مختلف اقسام کے زیتون، جوسز اور چائے خوبصورت اسٹینڈز پر سلیقے سے سجی ہوئی تھیں۔ جی بھر کر ناشتہ کیا اور سوا نو بجے کے قریب گاڑی میں سوار ہو کر شہر عمان کی زیارات کو نکلے۔

عشرہ مبشرہ صحابہ کرام

سنن ترمذی کی ایک حدیث نبوی ﷺ جس کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد جنتی ہیں، سعید جنتی ہیں اور ابوعبیدہ جنتی ہیں'' یہ وہ دس صحابہ کرام ہیں جنہیں زندگی میں نبی اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت عطا فرما دی تھی۔ ایک حدیث میں ان سب کے نام اکٹھے ہونے کی بناء پر انہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔

مذکورہ صحابہ کرام کے علاوہ سرکار دو عالم ﷺ نے اور بھی کئی صحابہ کرام کو جنت کی خوشخبری عطا فرمائی تھی۔ ان مذکورہ بالا دس جنتی (عشرہ مبشرہ) صحابہ کرام میں سے دو صحابہ کرام کے مقاماتِ مقدسہ عمان شہر میں معروف ومشہور ہیں۔

مقام حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

عظیم صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف الزہری القرشی رضی اللہ عنہ کا شمار دس جنتی صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ کی ولادت مبارکہ کے دس سال بعد خاندانِ قریش میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وتربیت اسی طرح ہوئی جس طرح سردارانِ قریش کے بچوں کی ہوا کرتی ہے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ کا اسم گرامی عبد عمرو یا عبدالحارث یا عبدالکعبہ تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے تبدیل فرما کر عبدالرحمٰن رکھ دیا۔ آپ کے ہمراہ آپ کے ایک بھائی اسود بن عوف نے بھی اسلام قبول کیا۔ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ حبشہ سے مکہ مکرمہ واپس آئے اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

مؤاخاتِ مدینہ کے نتیجہ میں عظیم انصاری صحابی حضرت سعد بن ربیع خزرجی رضی اللہ عنہ کے بھائی بنائے گئے، جنہوں نے اپنی سب نعمتیں آپ کو پیش کیں اور کہا کہ میں اپنی ایک بیوی کو بھی طلاق دیتا ہوں۔ آپ اُس سے شادی کر لیں، جس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا "**بارك الله فى اهلك و مالك و لكن دلني على السوق**" اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے مال واہل وعیال میں برکت عطا فرمائے، آپ مجھے (صرف) بازار کا راستہ دکھا دیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے بازار کا رُخ کیا اور خرید وفروخت کا کام شروع کر دیا۔ چند ہی دنوں میں آپ کی تجارت میں اس قدر خیر وبرکت ہوئی کہ آپ کا شمار مدینہ منورہ کے دولت مندوں میں ہونے لگا۔

دولت مند ہونے کے ساتھ فیاضی اور سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ایک تجارتی قافلہ جو سامان سے لدے ہوئے سات سو اونٹوں پر مشتمل تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دیا۔

فضائل و خصائص

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**عبدالرحمن بن عوف وكيل الله في الارض**" کہ عبدالرحمٰن بن عوف زمین میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے وکیل ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس آٹھ ہزار درہم ہیں اُس میں سے چار ہزار درہم میں نے اپنے اور اپنے عیال کیلئے رکھ لئے ہیں اور بقیہ چار ہزار درہم آپ کی خدمت میں راہِ خدا پیش کرتا ہوں جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**بارك الله فيما امسكت و فيما اعطيت**" کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے جو تو نے اپنے لئے رکھا اور جو تو نے دیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام اور جنت کی بشارت

حضرت بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ملک شام کے تاجروں کی طرف سے سامان کا ایک قافلہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا جسے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دیا، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کیلئے جنت کی دُعا کی۔ اسی اثناء میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا "**ان الله يقرئك السلام و يقول اقرئى**

عبدالرحمن السلام و بشره بالجنة" کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کوسلام دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ آپ عبدالرحمٰن کو سلام پہنچائیں اور انہیں جنت کی بشارت دیں۔ (سبحان اللہ) ایک دوسرے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا "انت ولی (حبیبی) فی الدنیا والآخرۃ" کہ تو اس دنیا اور آخرت میں میرا حبیب (دوست) ہے۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کئی امور میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مشاورت فرمایا کرتے تھے اور آپ کو "سردار سادات مسلمین" کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

وصال مبارک

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے 33 ہجری وصال فرمایا۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا۔ وفات سے قبل اُم المومنین سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پیشکش فرمائی کہ کیوں نہ آپ کو میرے حجرے میں رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قرب میں دفنایا جائے، لیکن آپ رضی اللہ عنہ کو اس پر شرم آئی، اور کہا کہ میں اس عظیم مقام کے قابل نہیں۔ درخواست کی مجھے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قریب دفنایا جائے۔

مزار مبارک

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آپ کی وصیت کے مطابق جنت البقیع میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قرب میں دفنایا گیا۔ اُردن کے دارالحکومت عمان شہر سے باہر ایک چھوٹی سی پہاڑی پر "عوف" گاؤں میں آپ کا

ایک مقامِ مبارک معروف و مشہور ہے۔

پندرہ (15) افراد پر مشتمل قافلۂ عشق و محبت عمان شہر کی وسیع و عریض اور خوبصورت سڑکوں سے گزرتا ہوا حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مقامِ مبارک پر حاضری کیلئے پہنچا۔ دورانِ راہ اُردن کا مقامی گائیڈ ہمیں مفید معلومات عربی اور انگلش میں فراہم کرتا رہا جس کا ترجمہ یہ بندۂ ناچیز کرتا رہا۔

حکومت اُردن نے مزارات اور مقاماتِ مبارک کیلئے خصوصی دیکھ بھال کا انتظام کیا ہے۔ حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مقامِ مبارک پر ایک خوبصورت کمپلیکس موجود ہے۔ مسجد کے قریب آپ کا مقامِ مبارک ہے۔ تمام احباب نے مل کر فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا، دُعا کے بعد کھجوروں اور ٹافیوں کے تبرک سے تواضع ہوئی، الوداعی دُعا کے بعد کمپلیکس سے باہر آئے اور گاڑی میں سوار ہو کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

عظیم صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ بن جبل کی کنیت ابا عبدالرحمٰن اور انصاری قبیلہ "الخزرجی" سے تعلق تھا۔ قبول اسلام کے بعد آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سفید رنگت کے طویل القامت، خوبصورت بالوں اور مستانی آنکھوں والی شخصیت تھی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ غزوۂ تبوک کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قرآن و شریعت کی تعلیم دینے کی غرض سے یمن بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ اللہ اور اُس کے

رسول ﷺ کی محبت میں فنا کے درجہ پر فائز تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''حلال وحرام میں بہتر تمیز کرنے والا میری امت میں معاذ بن جبل ہے''۔ ایک روز سرکار مدینہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''**یا معاذ انی لاحبك فی اللہ**'' کہ اے معاذ میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرتا ہوں۔ جس پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''یا رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم میں بھی آپ سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں'' جس پر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ اے معاذ! کہ میں تجھے ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں جن کو تو ہر نماز کے بعد پڑھا کر۔ ''**رب اعنی علی ذکرک و شکرک و حسن عبادتك**''۔

ایک مقام پر سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار آدمیوں سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی خصوصیت وفضیلت کا اندازہ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد مبارک کی روشنی میں آسانی سے لگایا جا سکتا ہے کہ ''**لو لا معاذ بن جبل لهلك عمر**'' (اگر معاذ بن جبل نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا)۔

ایک اور موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ''**من اراد الفقه فلیأت معاذ بن جبل**'' جو فقہ کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ معاذ بن جبل کے پاس جائے۔

وصال مبارک

اٹھارہ ہجری طاعونِ عمواس کی وبا پھیلی جس میں کثیر تعداد میں صحابہ کرام کا انتقال ہوا۔ انہی میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی اڑتیس (38) سال کی عمر مبارک میں بارگاہ رب العزت میں حاضری کیلئے پیش ہو گئے۔

وادی اُردن کے گاؤں "**الشیخ معاذ**" کے الشونۃ الشمالیہ میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ اپنے قافلہ کے احباب کے ہمراہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کیا، پہلو میں آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ یہاں پر بھی حاضری کی سعادت حاصل کی اور دُعا کے بعد حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

نوٹ: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا ایک مقامِ مبارک ملک شام کے دارالحکومت دمشق کے مدحت پاشا بازار میں معروف و مشہور ہے۔ مسجد معاذ بن جبل کی دائیں جانب ایک کمرہ میں آپ کا یہ مقام مبارک ہے جس پہ تحریر ہے "**مقام الصحابی الجلیل سیدنا معاذ بن جبل** رضی اللہ عنہ"۔ اس بابرکت مقام پر بھی اس بندہ کو حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ

صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اپنے دو بھائیوں کے ساتھ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ وحی کی کتابت کا بھی شرف حاصل ہوا۔ دوسری ہجرت حبشہ میں شریک ہوئے۔ عہد فاروقی میں کئی ایک جہادوں میں

امیر لشکر کی حیثیت سے افواج اسلامیہ میں شریک ہوئے۔ حضرت سید ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی فوج کے کمانڈر اور فاتح اُردن ہیں۔

طاعون عمواس کی وباء میں اٹھارہ (18) ہجری بعمر سڑسٹھ (67) سال وصال فرمایا۔ وادی اُردن میں غور کے مقام پر آپ کا مزار مبارک ہے۔ جس دن حضرت ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تھا اُسی دن حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت شرحبیل حسنہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ فاتح خوانی کی اور دُعا کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

نوٹ: حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کا ایک اور مقام مبارک لبنان کے ایک شہر صیدا میں معروف و مشہور ہے۔

حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

آپ کا اسمِ مبارک عامر والد کا نام عبداللہ اور دادا کا نام الجراح تھا۔ کنیت ابو عبیدہ اور پھر اسی نام سے مشہور ہوئے۔ مکہ مکرمہ میں ولادت ہوئی۔ آپ کا شمار سابقون اولون میں ہوتا ہے۔

اسلام لانے کے بعد قریش کے مظالم کا شکار ہوئے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور مکی دور میں ہی واپس تشریف لے آئے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ کی طرف اس طرح ہجرت فرمائی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

اجازت سے آپ ﷺ سے چند روز قبل مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور آپ ﷺ کی آمد تک قباء میں انتظار فرمایا۔

مواخاتِ مدینہ میں معزز انصاری صحابی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بھائی بنائے گئے۔ بے مثال خدمات کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے جن صحابہ کرام کو دنیا میں ہی جنت کی بشارت دی اُن میں ایک حضرت ابوعبیدہ بن الجراح بھی ہیں۔

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بے حد ذہین، سلیم الطبع، متقی اور بہادر شخصیت تھے۔ ایمانِ کامل کے سبب انتہائی پرنور چہرہ اور آہنی عزم کے مالک تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے اپنے زمانے کی سب سے بڑی عالمی طاقت روم سے ٹکر لی اور اسے ایشیائی علاقوں سے پیچھے دھکیل دیا۔

حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جملہ غزوات اسلام میں شریک ہوئے۔ اطاعتِ الٰہی اور عشق رسول ﷺ کا حق ادا کر دیا۔ غزوہ بدر میں اپنے والد کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ قرآن پاک کی ایک آیت مبارکہ آپ ہی جیسے صحابۂ کرام کیلئے نازل ہوئی تھی جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے باپ، بیٹے، بھائی اور اہل خاندان سے قتال کی وجہ سے اُن کو جنت کی بشارت دی اور کہا کہ "اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے"۔

غزوۂ احد میں ایک کافر کی وار سے آپ ﷺ کے خود کی کڑیاں جب آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں دھنس گئیں تو سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ انتہائی سرعت سے آگے بڑھے اور اپنے دانتوں سے اُن کڑیوں کو باہر نکالا اور اس وجہ سے آپ کے اپنے دو دانت بھی ٹوٹ گئے۔

فضائل و خصائص

سن 9ہجری اہل نجران کے وفد کے ساتھ ایک عہد نامہ طے پایا اور جب وہ وفد واپس جانے لگا تو انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ ''ایک امین شخص کو ہمارے ساتھ بھیجیں جو قرآن و سنت کی تعلیم دے''۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس مشن پر مامور فرماتے ہوئے اُن کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے یہ اس اُمت کے امین ہیں، میں ان کو تمہارے ہمراہ روانہ کرتا ہوں''۔ حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اہل نجران کے ہمراہ گئے، اُن کو قرآن و سنت کی تعلیم دیتے رہے جس کی وجہ سے اہل نجران کے بہت سے افراد مسلمان ہو گئے اور اُنہی کی وجہ سے اہل نجران میں اسلام پھیلا۔ حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا شمار دربار رسالت کے معتمد ترین اور اہل ترین اشخاص میں ہوتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اے امت! ہمارا امین ابوعبیدہ بن الجراح ہے''۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کون سے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ محبوب تھے؟ آپ نے جواب دیا، ابوبکر، پھر پوچھا گیا کہ اُس کے بعد؟ آپ نے فرمایا عمر، پھر پوچھا گیا کہ اُس کے بعد؟ سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ابوعبیدہ بن الجراح۔

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی انتہا درجہ صلاحیتوں کی وجہ سے اہل مدینہ میں آپ کا بہت زیادہ اثر ورسوخ تھا۔ آپ ہی کی تجویز و تائید سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا ابوعبیدہ

بن الجراح رضی اللہ عنہ پر اس قدر اعتماد تھا کہ فیروز ایرانی کے ہاتھوں زخمی ہونے کے بعد جب انہیں خلیفہ کی تلاش تھی تو آپ نے فرمایا "آج اگر ابوعبیدہ زندہ ہوتے تو میں انہیں خلیفہ بناتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں **امین الملت** قرار دیا تھا"۔

وصال مبارک

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ شام کے علاقوں میں پے در پے فتوحات حاصل کر رہے تھے اور شمال میں ایشیائے کوچک تک جا پہنچے تھے۔ اچانک اُس دوران طاعون عمواس کی وباء پھوٹ پڑی جس میں بے شمار جانوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ خلیفۂ وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا فکر لاحق ہوا۔ آپ کو خط ارسال کیا اور جلد واپسی کی تلقین کی جس کا مقصد صرف یہ تھا کہ کہیں آپ بھی اس بیماری میں فوت نہ ہو جائیں۔ جب یہ خط قاصد نے حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا تو آپ بھی اصل بات سمجھ گئے، لیکن یہاں آپ کیلئے دو اہم معاملات زیرِ نظر تھے۔

ایک یہ کہ طاعون کی وباء سے اُن کے بہت سے مجاہد دم توڑ چکے تھے اور خلیفہ کے حکم کے مطابق حضرت ابوعبیدہ کا واپس جانا، جان بچانے کے مترادف تھا۔

دوسرا یہ کہ یہ ایک قدرتی آفت تھی جس میں ہلاک ہونے والا شہادت کا درجہ رکھتا تھا اور آپ بھی اس کو ترجیح دیتے تھے۔ حدیث پاک بھی ہے کہ جب قدرتی آفات میں پھنس جاؤ تو بچاؤ کیلئے مت بھاگو۔

انہی دونوں باتوں کی وجہ سے حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے واپس جانے سے معذرت کر لی۔

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل اپنی فوج کی کمان حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی جو آپ کے نائب تھے اور اسی طاعون کی وباء میں 18 ہجری اٹھاون (58) سال کی عمر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

مزار مبارک

وادیٔ اُردن گاؤں عمتا، علاقہ اغوار وسطیٰ میں آپ کا پُر کیف و پُر انوار مزار مبارک ہے جس کے اردگرد لوہے کی ایک جالی ہے۔ گائیڈ نے انتظامیہ سے درخواست کر کے اس جالی کا دروازہ کھلوایا اور ہم سب نے اندر آپ کے مزار مبارک کے قریب حاضری کی سعادت حاصل کی۔ کچھ دیر آپ کی بارگاہِ اقدس میں مراقب رہے۔ دُعا کی اور پھر شاعر مشرق حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے رخصت کے طلبگار ہوئے۔

اے بو عبیدہ رضی اللہ عنہ رخصتِ پیکار دے مجھے
لبریز ہو گیا مرے صبر و سکوں کا جام

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے اردگرد ایک وسیع کمپلیکس ہے۔ جس میں ایک وسیع و عریض خوبصورت و شاندار مسجد ہے۔ جو اُردنی فن تعمیر کا بہترین شاہکار ہے۔ اس کے ساتھ ایک اسلامی ثقافتی مرکز، ایک لائبریری، اسلامک میوزیم، وسیع و عریض ہال، امام و خطیب و مؤذن کی اعلیٰ قسم کی رہائش اور وسیع پارکنگ کی سہولت موجود ہے۔ یہ کمپلیکس قابل دید ہے۔ کمپلیکس کے چیدہ چیدہ حصے دیکھنے کے بعد صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے مزار

مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ

(ایک عریاں جنگجو)

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کا شمار سابقون اولون میں ہوتا ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹنی ہدیہ پیش کی تھی۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ ایک جنگجو صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مرد میدان تھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایک موقع پر مامور فرمایا کہ قبیلہ بنی اسد کو حملے سے باز رکھا جائے۔

رومن افواج جب کبھی گرد و غبار کا افق پر بلند ہوتا دیکھتے تو وہ اس خوف سے لرزاں ہو جاتے کہ شاید ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ اپنے جنگی قافلے کے ساتھ رواں دواں ہیں۔ جب وہ پورے جوش و خروش کے ساتھ دشمن کے ساتھ برسر پیکار ہوتے تو اپنا اسلحہ اور اپنی قمیض اتار دیا کرتے تھے۔ اسی بناء پر انہیں ''عریاں جنگجو'' کے طور پر جانا جاتا ہے۔

بے شمار واقعات اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ ضرار کا نام ہی تلوار کی طرح کام کرتا تھا اور دشمنوں کے ہاں کھلبلی مچ جاتی تھی۔ اسی موقع پر حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو قیدی بنالیا گیا، اگلے دن مسلمان کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نقاب پوش جنگجو ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے انداز میں لڑ رہا ہے۔ کوئی اس بہادر جنگجو پہچاننے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس جنگجو کو روکا اور نقاب ہٹانے کو کہا،

جواب آیا کہ ”میں خولہ بنت ازور ہوں اور اپنے بھائی ضرار کو چھڑانے کیلئے لڑ رہی ہوں“۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ دشمنوں کے دلوں میں دھاک بٹھانے کیلئے آپ کا نام ہی کافی تھا۔ 18 ہجری طاعونِ عمواس کی وباء میں جام شہادت نوش فرمایا۔

مزار مبارک

آپ کا مزار مبارک وادیٔ اُردن، اغوار وسطیٰ، دیر علاء کے قریب بلدۃ ضرار میں واقع ہے۔ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے ساتھ ایک خوبصورت مسجد ہے جس کا طویل مینار قابل دید ہے۔ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے جدید کمپلیکس کا کل رقبہ 485 مربع میٹر ہے۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں سب احباب نے حاضری کا شرف حاصل کیا۔ کچھ دیر دُعا میں مصروف رہنے کے بعد باہر آ کر آپ کے کمپلیکس کا جائزہ لیا اور گاڑی میں سوار ہو کر ”**بحرِ لوط**“ روانہ ہوئے۔

بحرِ لوط/Dead Sea/بحیرہ مُردار

بحر مردار ایک وسیع و عریض جھیل کا نام ہے جو اُردن اور فلسطین کے درمیان واقع ہے۔ اس کی لمبائی 37 کلومیٹر اور چوڑائی 15 کلومیٹر ہے۔ قدیم کتابوں میں اس کے کئی نام ملتے ہیں۔ بحر نمک، بحر میدان، بحر مشرق، بحیرہ مردار، انگریزی میں ڈیڈسی اور عربی میں ”**بحر لوط**“ کہلاتا ہے۔ اس میں نمکیات کی

مقدار اتنی زیادہ ہے کہ اس کے پانی میں کوئی مخلوق زندہ نہیں رہ سکتی۔ بحیرہ مردار دنیا کا مرکزی نقطہ اور سطح سمندر کا سب سے نچلا علاقہ ہے جو 417 میٹر نیچے واقع ہے۔ قرآن پاک نے چندرہ صدی قبل اس گہرائی سے مطلع کیا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام کا علاقہ بحر احمر کے شمال میں واقع تھا۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ وہی علاقہ ہے جو قرآن پاک میں بتایا گیا ہے۔ ماہر ارضیات کی تحقیق بتاتی ہے کہ بحرمیت وہ مقام ہے جہاں قوم لوط پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھا۔

سال 1997ء میں اردن پہلی بار آمد پر زیاراتِ اُردن کے علاوہ اس مقامِ عبرت کو بھی دیکھنے کیلئے آئے تھے اور اس مرتبہ قافلہ کے ہمراہ اس مقام کو دیکھنے اور اس سے سبق حاصل کرنے کا موقع ملا کہ جو قومیں فطرت کے خلاف کام کیا کرتی ہیں تو انہیں نشانِ عبرت بنادیا جاتا ہے۔ ہمیں ہمیشہ شکر کرنا چاہئے کہ ہم اُس امت میں آئیں ہیں کہ جس کے بارے میں قرآن پاک میں فرما دیا گیا ہے کہ اے نبی ﷺ! جب تک آپ اس میں موجود ہیں میں انہیں خوفناک عذاب میں مبتلا نہیں کروں گا۔

بحر مردار کا پانی انتہائی نمکین ہونے کی وجہ سے اس میں ڈوبنے کا اندیشہ نہیں اور آسانی سے اس میں تیراکی کی جاسکتی ہے۔ ہمارے قافلہ کے کچھ احباب بھی اس میں تیراکی کرتے رہے لیکن ہم اس کام سے باز رہے بلکہ میں نے تو امیر قافلہ سے کہا کہ اس مقام پر عذابِ خداوندی نازل ہوا تھا لہٰذا ہمیں اس مقام سے فوری نکل جانا چاہئے۔ اس مقامِ عبرت کو دیکھنے کے بعد واپس عمان شہر روانہ ہوئے۔ ہوٹل پہنچے اور رات کا کھانا کھانے کے بعد اپنے کمروں کو روانہ ہوئے۔

بروز اتوار مورخہ 24 فروری 2013ء نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ہوٹل کے ہال میں پرتکلف ناشتہ کیا۔ لاؤنج میں پہنچے تو گائیڈ مع گاڑی ہمارے انتظار میں تھا۔ گاڑی میں سوار ہو کر زیارات مقدسہ کیلئے روانہ ہوئے۔

نبی اللہ حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ تفصیل سے قرآن پاک میں موجود ہے۔

''اور ہم نے مدین (والوں) کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا'' اہل مدین ایک عرب قوم تھی جو اپنے شہر مدین میں رہائش پذیر تھی۔ جو شام کے نواح میں معان کے قریب ایک شہر تھا جو حجاز سے متصل اور بحیرہ مردار کے قریب واقع تھا۔ اس قوم کا زمانہ قوم لوط کے بہت قریب کا زمانہ ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام قوم مدین کے نبی تھے، کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ یا دادی حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں اور آپ اُن لوگوں میں سے تھے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے اور اُن کے ہمراہ ہجرت کر کے دمشق میں داخل ہوئے۔

اہل مدین ''ایکہ'' کی پوجا کرتے تھے۔ ایکہ ایک درخت تھا جس کے اردگرد ایک گھنا جنگل تھا۔ معاملات میں یہ قوم بہت بُرے کردار کی مالک تھی۔ ناپ تول میں کمی کرتے، لیتے وقت بڑے پیمانے سے اور دیتے وقت چھوٹے پیمانے سے ماپتے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کی دعوت دی، ناپ تول میں کمی، راہزنی اور مسافروں کو ہراساں کرنے جیسے بُرے کاموں سے منع فرمایا۔ لیکن محض چند لوگوں نے ایمان قبول کیا جبکہ اکثر کفر پر ہی برقرار رہے۔ بالآخر

حضرت شعیب علیہ السلام نے رب ذوالجلال سے اپنی قوم کے خلاف مدد طلب کی اور جس سزا کے وہ مستحق تھے ان پر جلد نازل ہونے کی دعا کرتے ہوئے فرمایا۔ ''اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ کر دے، بے شک آپ بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں'' جب پیغمبر کوئی دعا کرتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی دعا کو رد نہیں فرماتے۔ اس بددُعا کے باوجود قوم اپنی نازیبا حرکات پر مُصر رہی۔ بالآخر رب تعالیٰ کا عذاب آکر رہا اور قوم کو ایک زلزلے نے آدبوچا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

سورۃ الاعراف میں تفصیل سے موجود ہے کہ اس قوم کو زلزلے نے آڑے ہاتھوں لیا جس سے روحیں جسموں سے پرواز کر گئیں اور زمین کے حیوانات جمادات کی مانند ہو گئے۔ اُن کے لاشے اوندھے ہو گئے، اُن میں حس وحرکت باقی نہ رہی۔ ایک ایسی چنگھاڑ کو اُن پر مسلط کیا جس نے آوازوں کو ماند کر دیا اور ایسا بادل بھیجا جس نے اُن پر چار سو انگارے برسائے۔

مزار مبارک

حضرت شعیب علیہ السلام کا مزار مبارک دار الحکومت عمان سے چالیس کلو میٹر دور ضلع بلقاء کی وادی شعیب میں موجود ہے۔ کچھ عرصہ قبل اس مقام پر حکومت اُردن کی طرف سے ایک عظیم کمپلیکس تعمیر کیا گیا ہے۔ 1997ء میں جب اس مقام پر حاضری کا شرف حاصل ہوا تھا تو اس وقت ایک سادہ سی عمارت میں آپ کا مزار مبارک موجود تھا۔ مذکورہ جدید کمپلیکس دو مسجدوں (مردوں اور خواتین)، حضرت شعیب علیہ السلام کا مزار مبارک، ایک وسیع وعریض ہال، لائبریری اور امام ومؤذن کی

رہائش پر مشتمل ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں اپنے احباب کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ آپ کی قبر مبارک کافی طویل ہے جس پر ایک سبز رنگ کی خوبصورت چادر پڑی ہوئی ہے۔ چادر کی بناوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس چادر کو پیش کرنے کا شرف کسی پاکستانی کو ہوا ہوگا۔ ابھی ہم مزار مبارک کی زیارت کر رہے تھے کہ اس اثناء میں مزار مبارک کے متولی صاحب بھی تشریف لے آئے۔ انہوں نے بتایا کہ کچھ عرصہ قبل ایک پاکستانی نے یہ چادر پیش کی تھی۔

ہمارے امیر سفر جناب غلام اویس قرنی صاحب بھی لاہور سے اپنے ہمراہ ایک چادر آپ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کرنے کیلئے لائے تھے۔ مزار مبارک پر پہلے سے پڑی ہوئی چادروں کو اُٹھایا، پھر ذکر کے ساتھ ایک خوبصورت چادر کا نذرانہ آپ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ بقیہ چادریں اوپر ڈال دیں۔ پھر بیٹھ کر تمام احباب نے ایک مختصر محفلِ نعت سجائی، جس میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں گلہائے عقیدت پیش کیے گئے۔

آخر میں غلام اویس قرنی صاحب نے اختتامی دُعا کروائی اور آپ کی بارگاہِ اقدس میں الوداعی سلام پیش کرتے ہوئے باہر آئے، کمپلیکس کا جائزہ لیا، گاڑی میں سوار ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کے ایک بھائی حضرت جادور علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں باہر سے ہی حاضری کا شرف حاصل کیا اور الوداعی دعا کے ساتھ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

نبی اللہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام

تمام اہل کتاب اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ نبوت سے قبل حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا شمار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم اور جانشین میں ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں صریحاً تو حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا اسم مبارک نہیں آیا مگر اشارتاً سورۃ الکہف میں ایک مقام پر آپ کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جا کر علم سیکھنے کا حکم ہوا تو اس سفر میں حضرت یوشع بن نون علیہ السلام آپ کے خادم کی حیثیت سے آپ کے رفیقِ سفر تھے اور قرآن پاک نے آپ کو "**فتاۃ**" کے لفظ سے یاد کیا ہے۔

قرآن پاک کی سورۃ المائدہ میں بھی ایک مقام پر حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا اشارتاً ذکر ملتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے نجات حاصل کرنے کے بعد قوم بنی اسرائیل کو مصر سے نقل مکانی کر کے اُن کے اصل ملک شام لے جانے کا ارادہ فرمایا تو اُن دنوں وہاں "**عمالقہ**" قابض تھی جسے قرآن پاک میں "**قوماً جبارین**" کہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم جہاد کر کے اپنا اصل وطن آزاد کراؤ اور وہاں جا کر مقیم ہو جاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم عمالقہ کے حالات کا جائزہ لینے کیلئے ہر قبیلہ سے ایک سردار مقرر کر کے بارہ افراد کو روانہ کیا۔ قوم عمالقہ کی قوت کا یہ عالم تھا کہ ایک شخص باغ سے پھل توڑ کر لا رہا تھا، اُس نے ان بارہ سرداروں کو دیکھا تو اُن کو پکڑ کر پھلوں والی زنبیل میں ڈال لیا اور بادشاہ

کے سامنے جا گرایا۔ اُس نے کہا کہ یہ لوگ ہم سے لڑنے آ رہے ہیں۔ بادشاہ نے انہیں رہا کر دیا اور کہا کہ جاؤ اپنے صاحب کو تمام ماجرا سے آگاہ کرو۔ یہ بارہ افراد جب واپس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ دیکھا ہے راز داری سے بتانا اور لوگوں سے کوئی ایسی بات نہ کہنا کہ جن سے اُن کے حوصلے پست ہوں۔ ان بارہ نقباء میں سے حضرت یوشع بن نون رضی اللہ عنہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بہنوئی حضرت کالب کے سوا باقی دس افراد نے قوم کے سامنے عمالقہ کی طاقت کا ایسا نقشہ کھینچا کہ بنی اسرائیل ہمت ہار بیٹھے اور کہا کہ ہم ایسی جابر قوم سے لڑنے کیلئے ہرگز تیار نہیں۔

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اور حضرت کالب نے قوم کو بہت سمجھایا کہ بزدلی نہ دکھاؤ اور ہمت سے کام لو۔ حکمِ خداوندی کے مطابق دشمن پر حملہ آور ہو گے تو نصرتِ الٰہی شاملِ حال ہوگی۔ قرآن پاک نے ان دو نقیبوں کو ان الفاظ سے یاد کیا ہے۔ ''اللہ سے ڈرنے والے دو آدمیوں نے، جن پر اللہ نے انعام فرمایا تھا (قوم کو نصیحت کرتے ہوئے) کہا......'' اس آیت مبارکہ میں اشارتاً حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا ذکر موجود ہے۔

قارئین کرام! یہ بندۂ ناچیز دو ملکوں میں نبی اللہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے مزارات کی زیارت کر چکا ہے۔ سب سے پہلے بغداد مقدس میں حضرت یوشع بن نون رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ دوسری بار زیارتِ ترکی کے دوران اپنے میزبان کے ہمراہ استنبول کے ایک پہاڑ کی چوٹی پر حضرت یوشع بن نون رضی اللہ عنہ کے ایک طویل و عریض مزار مبارک پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اور اب تیسری بار اُردن کے دارالحکومت عمان سے تقریباً پچیس (25) کلومیٹر دور ضلع

بلقاء میں سلط کے قریب حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ایک بڑے ہال میں حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی انتہائی طویل قبر مبارک ہے، اوپر سبز رنگ کا غلاف موجود ہے۔ سرہانے پر لوحِ مزار نصب ہے، جس پر درج ذیل عبارت تحریر ہے۔ ''**ضریح النبی یوشع بن نون** علیہ السلام''۔

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ سلام پیش کیا۔ ہمارے امیر قافلہ نے مجھ سے کہا کہ میں کچھ بیان کروں۔ ابھی میں بیان کر ہی رہا تھا کہ متولی مزار اندر آ گیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے بتاؤ میں کون سی زبان میں آپ کو معلومات فراہم کروں؟ جس پر میں نے متولی صاحب سے کہا کہ میں نے اپنی زبان (اردو) میں اپنے احباب کو مختصراً صاحبِ مزار کا تعارف کروا دیا ہے۔ آپ مجھے صرف حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے دوسرے مزارات کے حوالے سے بتائیں جس پر وہ کہنے لگا کہ اگر جغرافیائی اور اُس وقت کے حالات کو مدِنظر رکھ کر دیکھیں تو یقیناً یہی وہ مقام بنتا ہے جہاں پر حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ بقیہ دو مزارات، مقامات (بیٹھک) کے زمرے میں آتے ہوں گے۔ بہر حال ہم نے اجتماعی دعا کی، باہر آئے اور ایک انتہائی قدیم کنویں (جس کے متعلق ہمیں بتایا گیا کہ یہ تقریباً چھ سو سال پرانا کنواں ہے) کے پانی کو حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا تبرک سمجھتے ہوئے نوش جان کیا۔ متولی مزار نے ہمیں حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا شجرۂ نسب بھی بتایا کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ شجرۂ نسب اس طرح سے ہیں۔

یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراهیم

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی زیارتِ مبارکہ کے بعد باہر مین سڑک پر آئے۔ وقت کافی ہو چکا تھا، امیرِ قافلہ کی طرف سے ایک ایک سینڈوچ اور سافٹ ڈرنک سے تواضع ہوئی اور اپنی اگلی منزل مقامِ معرکۂ موتہ روانہ ہوئے۔

معرکۂ موتہ

معرکۂ موتہ بازنطینی (رومی) افواج اور مسلمانوں کے درمیان موتہ کے مقام پر ہوا جو دریائے اُردن اور شہر کرک کے درمیان واقع ہے۔ معرکۂ موتہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شریک نہ تھے، اس بناء پر اس جنگ/معرکہ کو غزوہ نہیں کہا جاتا۔ بازنطینی افراد میں آدھے عرب شامل تھے جن کا تعلق اُردن و بلادِ شام سے تھا۔

صلح حدیبیہ کے نتیجے میں مسلمانوں اور قریش کے درمیان کچھ وقت کیلئے جنگ نہ ہوئی۔ یمن کے ساسانی گورنر کے اسلام قبول کرنے کے بعد اُس کے قبائل بھی مسلمان ہونا شروع ہو گئے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ اسلام کیلئے حضرت حارث بن عمیر الازدی رضی اللہ عنہ کو بطورِ سفیر، اُردن روانہ کیا جن کو سفارتی روایات کے برخلاف قتل کر دیا گیا جس پر ان قبائل کی سرکوبی کیلئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار پر مشتمل ایک فوج مغربی اُردن روانہ کی جس کے سپہ سالاروں کی ترتیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دی کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیرِ لشکر مقرر فرمایا، اُن کی شہادت کی صورت میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سپہ سالارِ افواج ہوں گے، اُن کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ فوج کے کمانڈر ہوں گے اور اگر وہ

بھی شہید ہو جائیں تو پھر فوج خود اپنے کمانڈر کا انتخاب کرے گی۔

دوسری جانب ہرقل کی قیادت میں ایک لاکھ رومی اور ایک لاکھ عرب قبائل پر مشتمل فوج بھی تیار ہوئی جو جدید ہتھیاروں سے لیس تھی۔ اسلامی لشکر موتہ کے مقام پر پہنچا، جب دشمنوں کی تعداد کا پتہ چلا تو انہوں نے سوچا کہ مدینہ منورہ سے مزید کمک کا انتظار کیا جائے لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اسلامی فوج کی بہت زیادہ ہمت افزائی فرمائی، جس پر اسلامی فوج نے پیش قدمی جاری رکھتے ہوئے، جنگ کا آغاز کر دیا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ انتہائی شجاعت اور بہادری سے لڑے۔ آخر کار، رومی افواج نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو نیزوں کی مدد سے زمین پر گرا کر شہید کر دیا، آپ کی شہادت کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا اور اسلامی فوج کی قیادت کرتے ہوئے دشمنوں کی صفوں میں داخل ہو گئے۔ انتہائی جرأت اور بہادری سے دشمنوں کے حملوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے، لیکن جب آپ گھیرے میں آگئے اور محسوس کر لیا کہ اب شہادت قریب ہے تو اپنا گھوڑا فارغ کر دیا اور پیدل چلتے ہوئے نہایت خون ریز جنگ کی اور بالآخر جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اسلامی فوج کی قیادت سنبھالی اور رومی افواج کے مرکز پر زبردست حملہ کیا۔ شدید لڑائی میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقرر کردہ تینوں سپہ سالاروں نے جب جام شہادت نوش کر لیا تو فوج نے متفقہ طور پر حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنا

کمانڈر منتخب کرلیا۔

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگی حکمت عملی اور مختلف حربوں کو استعمال کرنے میں نہایت اعلیٰ و وسیع تجربہ رکھتے تھے اور ایک اعلیٰ درجہ کے سپاہی اور جنگجو تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھانپ لیا تھا کہ مسلمانوں کے جنگ جیتنے کے امکانات بہت کم ہیں، اسی اثناء میں رات بھی ہو چکی تھی، آپ نے اپنی افواج کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا اور ایک زبردست جنگی حربہ اختیار کیا کہ آپ نے بے شمار سپاہیوں کو پہاڑ کی اوٹ میں بھیج دیا اور ان سے کہا کہ صبح ہوتے ہی نئے جھنڈوں کے ساتھ گرد و غبار اڑاتے ہوئے اسلامی فوج میں شامل ہو جائیں۔ اس تدبیر سے رومی افواج یہ سمجھے گی کہ مدینہ منورہ سے مسلمانوں کیلئے نئی امداد آئی ہے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی اس جنگی حکمت عملی کے نتیجے میں رومیوں نے اپنی افواج کو پیچھے ہٹا دیا جس سے جنگ رک گئی اور دونوں افواج واپس چلی گئیں۔

قافلہ عشق و محبت اس مقام کی جانب رواں دواں تھا اور گاڑی میں ہمارے مقامی گائیڈ اس عظیم معرکہ پر روشنی ڈال رہے تھے۔ جناب اویس قرنی صاحب نے بھی معرکہ موتہ کا مختصر تعارف کروایا اور کچھ ہی دیر میں میدان مقامِ معرکہ موتہ ہمارے سامنے تھا۔ بغور اس مقام کا جائزہ لیا کہ یہ مقام صدیوں سے اپنے سینوں میں ان شہیدوں کی یادوں کو محفوظ کیے ہوئے ہے۔ اس مقام کی یادگاری تصاویر بنائیں اور پھر ان تین عظیم شخصیات کی بارگاہوں میں حاضری کیلئے روانہ ہوئے جو قریب ہی واقع تھیں اور بوقتِ حاضری وہی ترتیب رکھی کہ جس ترتیب سے ان شخصیات نے جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

قرآن پاک میں نام کے ساتھ کسی صحابی مبارک کا نام نہیں آیا۔ حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی رسول ﷺ ہیں جن کا نام قرآن پاک میں صریحاً موجود ہے۔ حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک بہادر اور مجاہد شخصیت تھے۔ غلاموں میں سب سے پہلے آپ نے ہی اسلام قبول کیا۔ آپ کو بچپن میں اغوا کر کے غلام بنا لیا گیا تھا۔ کئی ہاتھوں میں بکنے کے بعد سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں پہنچے تھے۔ یہ خبر جب آپ کے والد حارثہ کو پہنچی تو وہ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پہنچ گئے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت زید کے والد سے فرمایا کہ "اگر زید تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہے تو میں اُس کو تمہارے حوالے کرتا ہوں" لیکن حضرت زید نے والدین کے ساتھ جانے کی بجائے سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ رہنے پر ترجیح دی۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے عرب کے رواج کے مطابق حضرت زید کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا لیکن بعد میں وحی کی آمد کے بعد حضرت زید سے ہی تمنی کو ختم کر دیا گیا۔

سرکار دو عالم ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدۃ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ رضی اللہ عنہ چوتھے شخص تھے جو ایمان لائے۔ آنحضرت ﷺ کے سفر طائف میں حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے جب وہاں کے کچھ ناعاقبت اندیشوں نے آپ ﷺ پر سنگ باری کی تو حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے یہ پتھر اپنے جسم پر روکے۔ جنگ موتہ میں حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مسلم افواج کے کمانڈر تھے۔ آپ نے بہادری سے لڑتے ہوئے

جام شہادت نوش فرمایا۔ حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ احباب نے مختصر محفل نعت منعقد کی۔ آپ کے فیوضات وبرکات کے متمنی ہوئے اور دعا کے بعد سیدنا جعفر بن ابی طالب کے مزار مبارک کی جانب روانہ ہوئے۔

سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے برادر حقیقی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ آغاز اسلام کی نمایاں شخصیات میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ قریش مکہ کی ایذا رسانیوں پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم مبارک سے مسلمانوں کے ایک گروہ کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور اس گروہ مہاجرین کے سربراہ تھے۔ اس سفر میں آپ زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔

مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو اس کے کچھ عرصہ بعد مشرکین مکہ نے اپنے نمائندے حبشہ بھیجے تا کہ وہ ان مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس لائیں۔ مشرکین کے نمائندوں میں عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ بھی شامل تھے جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے انہوں نے شاہ نجاشی سے مطالبہ کیا کہ مسلمانوں نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے اور وہ مجرم ہیں اس لئے انہیں ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے مسلمانوں کو بلا کر کچھ سوالات کئے جن کے انتہائی جرأت و دلیری کے ساتھ حضرت جعفر بن ابی طالب نے جوابات دیئے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی سن 7 ہجری میں مدینہ منورہ واپسی ہوئی جب مسلمان خیبر کی جنگ جیت کر آ رہے تھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا ''معلوم نہیں کہ میں کس پر زیادہ خوشی کا اظہار کروں، جعفر کے واپس آنے پر یا خیبر کے فتح ہونے پر''۔

معرکہ موتہ میں اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لشکرِ اسلام کا جھنڈا آپ کے دستِ مبارک میں آیا۔ کفار نے تلوار کی مار سے جب آپ کے دائیں بازو کو شہید کر دیا تو آپ نے جھپٹ کر جھنڈے کو بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا۔ جب بایاں بازو بھی کٹ گیا تو جھنڈے کو دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے تھام لیا اور بالآخر آپ نے اسی معرکہ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جسدِ مبارک کو جب اٹھایا گیا تو جسمِ اقدس پر نوے (90) کے قریب زخم تھے، مگر ایک زخم بھی آپ کے بدن مبارک کے پچھلے حصے پر نہیں تھا، بلکہ تمام کے تمام زخم آپ رضی اللہ عنہ کے بدن کے اگلے حصہ پر تھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کے دو بازوؤں کے بدلے اُن کو دو پر عطا کر دیئے ہیں جس سے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں پرواز کرتے ہیں''۔ اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں آپ کو ''طیار'' (تیز اُڑنے والا) کہتے ہیں۔ حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دوسرے القابات درج ذیل ہیں۔ ذوالجناحین (دو پروں والا)، طیار (تیز اُڑنے والا)، ابو المساکین (مساکین کے باپ) ....

مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ مختلف مواقع پر درج ذیل شعر کو

فخریہ انداز میں پڑھا کرتے تھے۔

وجعفر ن الذی یمسی ویضحی
مع الملائکۃ بن اُمی

جعفر جو صبح وشام فرشتوں کے ہمراہ ہوتے ہیں وہ میری والدہ کے بیٹے ہیں (یعنی میرے بھائی ہیں)۔

ہم اپنی قسمت پر ناز کر رہے تھے کہ آج کتنی عظیم شخصیات کی بارگاہ میں اس یقین کے ساتھ حاضری کا شرف حاصل کر رہے ہیں کہ آپ ہماری طرف بھی نگاہِ لطف وکرم فرمائیں گے اور ہمیں بھی اپنے فیض سے ضرور کچھ عطا فرمائیں گے اور کل روزِ قیامت ہماری یہ حاضریاں، ہماری بخشش ومغفرت کا سبب بن جائیں گی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

معرکۂ موتہ کے تیسرے قائد حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ انصار میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قائدانہ صلاحیتوں کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مرتبہ اپنی عدم موجودگی میں آپ کو اہلِ مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا۔ دورِ جاہلیت میں عرب کے چوٹی کے شعراء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ قبولیت اسلام کے بعد حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شاعری دینِ اسلام کیلئے وقف ہوگئی تھی۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ دعوتِ دین میں بہت سرگرم تھے۔ انصار کے بے شمار لوگ صرف آپ کی دعوتی سرگرمیوں کے نتیجے میں ایمان لائے، جن میں سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر شخصیات شامل

ہیں۔ نبی اکرم ﷺ، سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے دعوتی اجتماعات کو ایسے اجتماعات قرار دیتے تھے کہ جن پر فرشتے بھی فخر کیا کرتے تھے۔

معرکہ موتہ کیلئے روانہ ہونے سے قبل حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! عین ممکن ہے کہ میں آپ سے دوبارہ نہ مل سکوں، مجھے نصیحت فرمائیں جس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، عبداللہ، تم ایسی سرزمین میں جا رہے ہو جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کو سجدہ کرنے والے کم ہیں، جس قدر ممکن ہو بارگاہِ رب العزت میں سجدہ ریز ہونا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا کیونکہ وہی مدد کرنے والا ہے۔ معرکہ موتہ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بے جگری سے لڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا، ہدیہ سلام کے بعد آپ کی برکات کے متمنی ہوئے اور دُعا کے بعد باہر آئے، گاڑی میں سوار ہو کر اپنی اگلی منزل خلیج عقبہ کی جانب روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک مقام پر پہلے نماز عصر ادا کی اور پھر چائے سے لطف اندوز ہوئے۔ رات تقریباً نو بجے اُردن کے سرحدی شہر عقبہ پہنچے، ہوٹل پہلے سے بک تھا، سیدھا ہوٹل پہنچے، رات کا کھانا کھایا اور آرام کیلئے اپنے اپنے کمروں کی طرف روانہ ہوئے۔

خلیج عقبہ

ہمارے امیر سفر جناب غلام اویس قرنی صاحب نے سرزمین اُردن کا جو پروگرام ترتیب دیا تھا، اُس کے مطابق اُردن کی زیاراتِ مقدسہ کے بعد خلیج عقبہ

جاتا تھا جہاں پر چار ملکوں کی بحری سرحدیں ملتی ہیں جو نہایت خوبصورت اور قابل دید مقام ہے۔ بروز سوموار مورخہ 25 فروری 2013، نماز فجر کی ادائیگی کے بعد کچھ آرام کیا۔ پر تکلف ناشتے سے محظوظ ہوئے اور دس بجے کے قریب تمام احباب ہوٹل کی لابی میں جمع ہوئے اور پیدل ہی اس خوبصورت مقام کو دیکھنے کیلئے نکل پڑے۔

خلیج عقبہ بحیرۂ احمر کی ایک خلیج ہے (دوسری خلیج، خلیج سویز ہے جو سیناء کے مغربی جانب ہے) جو جزیرہ نمائے سیناء کے مشرق اور جزیرہ نمائے عرب کے مغربی جانب واقع ہے۔ اس کے ساحلوں سے مصر، اسرائیل، اردن اور سعودی عرب کی سرحدیں لگتی ہیں۔ خلیج عقبہ 24 کلومیٹر چوڑی اور آبنائے تیران سے شمال کی جانب 160 کلومیٹر طویل ہے۔ خلیج کے شمالی حصے پر تین اہم شہر طابا (مصر)، ایلات (اسرائیل) اور عقبہ (اردن) واقع ہیں۔ یہ تینوں شہر نہ صرف اہم تجارتی بندرگاہیں ہیں بلکہ سیاحتی اعتبار سے بھی انتہائی مشہور ہیں۔ جزیرہ نمائے سیناء کا شہر شرم الشیخ بھی اسی خلیج کے کنارے واقع ہے۔

خلیج عقبہ انتہائی خوبصورت مقام ہے۔ لوگ دور دراز سے اسے دیکھنے کیلئے آتے ہیں اور اس قدرتی خوبصورت منظر سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ہم بھی اس قدرتی منظر سے محظوظ ہوئے۔ ہمارے قافلہ سالار نے ایک اسٹیمر کرائے پر حاصل کیا، جس میں بیٹھ کر ہم نے دور سے ان چاروں ملکوں کی بحری سرحدوں کے خوبصورت مناظر کو دیکھا، جس میں تقریباً دو گھنٹے صرف ہوئے۔ واپس آ کر ایک مقام پر دوپہر کا کھانا کھایا، نمازیں ادا کیں اور عقبہ کے بازاروں سے ہوتے ہوئے عشاء کے قریب ہوٹل پہنچے۔ نماز عشاء ادا کی، رات کا کھانا کھایا اور آرام کیلئے کمروں

کو روانہ ہوئے۔ بروز منگل مورخہ 26 فروری 2013ء نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ناشتہ کیا اور گاڑی میں سوار ہو کر واپس اُردن کے دارالحکومت عمان روانہ ہوئے۔ عمان شہر سے باہر ہی اصحاب کہف کی غار کی زیارت کرنے پہنچے۔

اصحاب کہف

قصص القرآن میں ایک اہم قصہ اصحاب کہف والوں کا ہے۔ کہف غار کو کہتے ہیں اور یہ غار والے لوگوں کا قصہ ہے۔ قرآن پاک کی ایک پوری سورت کا نام سورۃ الکہف ہے جس میں تفصیل کے ساتھ ان غار والوں اور اُن کے کتے کا ذکر موجود ہے۔ اس واقع کو حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی مثنوی شریف میں بڑے دلچسپ انداز میں بیان کیا ہے کہ کس طرح ان اصحاب نے بادشاہ وقت کے ظلم وستم سے تنگ آکر ایک غار میں پناہ لی۔

اصحاب کہف اُفسس نامی شہر میں رہتے تھے جسے ترکی کا شہر بتایا جاتا ہے۔ اس علاقہ میں اس وقت دقیانوس بادشاہ کی حکومت تھی۔ یہاں کے حکمران اور رعایا عیسائیت کو چھوڑ کر چاند دیوی کی پوجا کرنے لگے تھے جبکہ بقیہ آبادی یہودی مذہب پر تھی۔ اصحاب کہف وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور انہوں نے اعلان کیا کہ ہمارا رب تو بس وہی ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے۔ ہم اُسے چھوڑ کر کسی اور کو معبود نہیں پکاریں گے۔ ہماری قوم تو رب کائنات کو چھوڑ کر دوسرے خدا بنا بیٹھی ہے۔ ہم ان معبودوں سے لاتعلق ہو چکے ہیں اور اب اسی غار میں پناہ لیتے ہیں۔ ہمارا رب ہم پر اپنی رحمت کا دامن وسیع کرے گا اور ہمارے کام

کیلئے سامان مہیا کر دے گا۔

قرآن پاک سورۃ الکہف میں بیان کرتا ہے کہ جسے اللہ ہدایت دے تو وہی ہدایت پانے والا ہوتا ہے اور جسے اللہ بھٹکا دے تو اس کیلئے تم کوئی مددگار نہیں پا سکتے۔ تم انہیں (اصحاب کہف) دیکھ کر یہ سمجھتے ہو کہ وہ جاگ رہے ہیں، حالانکہ وہ سو رہے تھے، ہم انہیں دائیں بائیں کروٹ بدلواتے رہتے تھے اور اُن کا کتا غار کے دہانے پر ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا۔ اگر تم کہیں جھانک کر انہیں دیکھتے تو الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوتے اور تم پر اُن کے نظارے سے دہشت بیٹھ جاتی۔

اس عجیب کرشمے سے ہم نے انہیں اُٹھا بٹھایا تا کہ ذرا آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کر لیں۔ ایک نے پوچھا کہ ہم کتنی دیر اس حال میں رہے، دوسرے نے کہا شاید دن بھر یا اس سے کچھ کم، پھر وہ بولے، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارا کتنا وقت اس حال میں گزرا۔ چلو اب اپنے میں سے کسی کو چاندی کا یہ سکہ دے کر شہر بھیجیں اور وہ دیکھے کہ سب سے اچھا کھانا کہاں ملتا ہے؟ وہ ہمارے لئے کھانا لے کر آئے اور کسی کو ہمارے یہاں ہونے کی خبر نہ ہو۔ اگر کہیں ان لوگوں کا ہاتھ ہم پر پڑ گیا تو ہمیں سنگسار کر ڈالیں گے یا پھر زبردستی ہمیں اپنی قوم میں واپس لے جائیں گے اور اگر ایسا ہوا تو پھر ہم کبھی فلاح نہ پا سکیں گے۔

اصحاب کہف کی تعداد کتنی تھی؟ اس کا علم بہت کم لوگوں کو ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ سات تھے۔ ان نو جوانوں کے ساتھ ایک شکاری کتا بھی تھا جس کا نام قطمیر تھا۔ اصحاب کہف کتنے عرصہ تک رہے؟ اس کا جواب قرآنی متن میں موجود ہے، البتہ مفسرین نے اس عرصہ کی تعبیر اس طرح بیان کی ہے

کہ اس وقت تقویم کے دو طریقے تھے، شمسی اور قمری، اصحاب کہف نے غار میں شمسی سال کے اعتبار سے تین سو سال اور قمری سال کے اعتبار سے تین سو نو سال گزارے۔

مقام اصحاب کہف

مختلف تفاسیر کے مطابق اس مقام کو کہیں ایلا میں لکھا ہے تو کہیں نینوا کے پاس بتایا جاتا ہے۔ ملک شام کے دارالحکومت دمشق میں بھی ایک غار اصحاب کہف والوں کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ اہل ترک بیان کرتے ہیں کہ اصحاب کہف کی غار ترکی میں ہے لیکن جغرافیائی تقسیم اور محل وقوع کے اعتبار سے یہ غار اردن کے شہر عمان کے مضافات میں واقع زیادہ معتبر معلوم ہوتی ہے۔ یہاں کثیر تعداد میں لوگ اس مقام کو دیکھنے کیلئے آتے ہیں۔

سال 1997ء میں ایک بار اس مقام کو دیکھنے کا موقع ملا اور اب اپنے احباب اور قافلہ کے ہمراہ ایک بار پھر اس غار کو دیکھنے کا موقع ملا۔ مذکورہ غار کے اندر کچھ قبور بھی اصحاب کہف والوں کی بتائی جاتی ہیں اور ان سے منسوب کچھ باقیات بھی ایک الماری میں سلیقہ سے محفوظ ہیں۔ غار کے اندر بھی ایک ذمہ دار شخص موجود ہوتا ہے جو کئی زبانوں میں اس غار کی تعریف بیان کرتا ہے۔ وہ انتہائی وثوق سے یہ بتا رہا تھا کہ قرآن پاک میں اصحاب کہف کا جو ذکر موجود ہے یہ وہی غار ہے۔ واللہ اعلم۔

اصحاب کہف کو دیکھنے کے بعد واپس ہوٹل پہنچے، ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر جبل حسین (مشہور بازار) پہنچے، تحائف اور کچھ ضروری اشیاء کی خریداری کی، واپس ہوٹل پہنچ کر رات کا کھانا کھایا اور سامان کو ترتیب دینے کے بعد سو گئے۔

بروز بدھ 27 فروری 2013ء نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ناشتہ کیا اور تیار

ہو کر سامان اُٹھائے لابی پہنچے، بحمد اللہ! زیاراتِ اُردن کا پروگرام مکمل ہو چکا تھا اور آج دیارِ حبیب ﷺ کی زیارات کیلئے عمان سے جدہ روانگی تھی۔ ہوٹل میں اچھی سہولیات کی فراہمی پر ہوٹل کے مینیجر کا شکریہ ادا کیا۔ اُردن کے مقامی ایجنٹ اور گائیڈ کا بھی انتہائی شکریہ ادا کیا۔ سامان گاڑی میں رکھا اور ضروری سمجھا کہ ایئرپورٹ روانگی سے قبل ایک بار پھر عشرہ مبشرہ میں سے ایک جلیل القدر صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مقامِ مبارک کی زیارت کا شرف حاصل کیا جائے اور انہی کے وسیلۂ جلیلہ اور اُن کی برکات سے اگلے سفر کی ابتداء کی جائے۔

امیر قافلہ نے احباب کی تواضع کیلئے اپنی جیب خاص سے کچھ کھانے خریدے، مقررہ وقت پر ایئرپورٹ پہنچے، سامان چیکنگ کے بعد امیگریشن ہال اور پھر خروج کی مہریں لگوانے کے بعد ڈیپارچر لاؤنج سے ہوتے ہوئے، حالتِ احرام میں جہاز کی طرف روانہ ہوئے اور بابرکت سرزمین اُردن کو الوداع کہتے ہوئے ہمارا رُخ براستہ جدہ و بیت اللہ شریف، دیارِ حبیب ﷺ کی طرف ہو گیا۔ قلندرِ لاہوری حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں یوں گویا ہوئے۔

تو ﷺ فرمودی رہِ کعبہ گرفتیم
وگرنہ جز تو ما را منزلِ نیست

یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا ہے کہ راہِ کعبہ اختیار کریں، وگرنہ ہماری منزل تو آپ ﷺ کے سوا کوئی بھی نہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

حوالہ جات

نام مصنف/مرتب/ناشر	کتاب کا نام
	☆ (الکتب العربیة)
محمود المصری	اصحاب الرسول ﷺ
احمد بن عبداللہ الشہیر بالمحب الطبری	الریاض النضرة فی مناقب العشرة
خالد محمد خالد	رجال حول الرسول ﷺ
دار نظیر عبود، بیروت، لبنان	موسوعة العشرة المبشرون بالجنة
شہاب الدین احمد علی حجر العسقلانی	الاصابة فی تمییز الصحابه
علامہ عبدالبر القرطبی	الاستیعاب فی معرفة الاصحاب
اللجنة الملکیة لاعمار المساجد والمقامات	الاعمار هاشمی لمقامات الانبیاء والصحابه والشهداء فی الاردن
ابی الفدا اسماعیل بن کثیر	قصص الانبیاء
یونس السامرائی	مراقد بغداد
یونس السامرائی	الشیخ عبدالقادر الجیلانی
نوری محمد صبری المفتی	مکتبة المدرسة القادریة العامة
امام النووی	ریاض الصالحین

☆ (اردو کتب)	
کراماتِ صحابہ	حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی
واقعاتِ عشرہ مبشرہ کا انسائیکلوپیڈیا	امیر علی خان
پیغمبروں کی سرزمین	یعقوب نظامی
سفرِ محبت	صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری
سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	افتخار احمد حافظ قادری
بارگاہِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	افتخار احمد حافظ قادری
سرزمین انبیاء و اولیاء	افتخار احمد حافظ قادری
زیاراتِ مراکش	افتخار احمد حافظ قادری
زیاراتِ مقدسہ (جلد اول)	افتخار احمد حافظ قادری
دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم	افتخار احمد حافظ قادری
زیاراتِ شام	افتخار احمد حافظ قادری
زیاراتِ ترکی	افتخار احمد حافظ قادری
زیاراتِ مدینہ منورہ	افتخار احمد حافظ قادری
☆ (انگلش کتب)	
The Holy Sites of Jordan	Published by Turab 1996
مختلف ویب سائٹس	
☆ (فارسی کتب)	
مثنوی معنوی	مولانا جلال الدین رومی
مناقب العارفین	شمس الدین افلاکی

مصنف کتاب ہٰذا کی شائع کتب کی فہرست

نمبر شمار	نام کتاب	سال اشاعت	تعداد صفحات	B/W تصاویر	رنگین تصاویر
1	زیاراتِ مقدسہ	1999	248	7	88
2	سفرِ ایران وافغانستان	2000	296	28	61
3	زیاراتِ حبیب ﷺ	2000	68	4	2
4	ارشاداتِ مرشد	2001	184	25	17
5	خزانۂ درود وسلام	2001	64	--	2
6	دیارِ حبیب ﷺ	2001	300	51	60
7	گلدستۂ قصائدِ مبارکہ	2001	96	10	1
8	قصائدِ غوثیہ	2002	48	--	5
9	سرزمینِ انبیاء واولیاء	2002	112	--	212
10	بلدالاولیاء	2002	112	--	212
11	بارگاہِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	2002	24	--	41
12	الباز الاشہب (سرکار غوثِ اعظم)	2002	256	2	37
13	مقاماتِ مبارکہ آل واصحابِ رسولؐ	2002	48	18	2
14	زیاراتِ شام	2003	112	1	120
15	شہرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2003	112	60	61
16	اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف	2003	240	3	18

17	فضیلت اہل بیت نبوی ﷺ	2005	112	3	2
18	زیارات مصر	2006	224	--	111
19	بارگاہ پیر رومی میں	2006	128	13	34
20	سفر نامہ زیارات مراکش	2008	144	23	38
21	زیارات مدینہ منورہ	2008	152	24	3
22	زیارات ترکی	2008	112	10	35
23	زیارات اولیائے کشمیر	2009	128	37	33
24	گلدستۂ درود وسلام	2009	280	-	4
25	تکمیل الحسنات	2010	168	-	12
26	انوار الحق	2010	136	-	12
27	تحفۂ درود وسلام	2010	80	5	-
28	فرمودات حضرت داتا گنج بخش	2010	128	-	-
29	التفکر والاعتبار	2010	352	-	-
30	70 صیغہ ہائے درود وسلام	2010	128	-	-
31	ورفعنا لک ذکرک [illegible]	2011	128	-	-
32	زیارات ایران	2012ء	368	-	101
33	سفر نامہ زیارات ترکی	2013ء	128	43	34
34	کتابچہ حضرت داود ابراہیم	2013ء	16	1	3
35	سفر نامہ زیارات عراق واردن	2013ء	112	16	16

افتخار احمد حافظ قادری کی جُملہ کتب پر اشعار مبارکہ

جناب افتخار احمد حافظ قادری شاذلی قونیوی کعبۃ العشّاق

سلام و دُعا احترام تقدیم می دارم. سلامت و سعادت باشید.

مُدت ها شد از شُما دورم و شُمارا ندیدم ،زنده و پاینده باشید.

کتاب های شما آئینۂ عشقِ الٰهی است و نور محبت نا متناهی.

بُوَد آیینـــۂ عشقِ الٰهی ‌‌‌ همـه آثـارِ تو از مـه به ماهی

تو هستی کعبۃُ العشّاق پران ‌‌‌ تو هستی افتخـارِ حفظِ قرآن

به پاکستان تو یی روشنگر دل ‌‌‌ محبت می کنی ای پیرِ باذل

منم تسبیحی و خدمتگزارم ‌‌‌ به دشتِ عشقِ حق گوهر نثارم

به یاد افتخار هتم شب و روز ‌‌‌ به شعرِ فارسی گردیده پیروز

زنم نعره کجایی جانِ جانم ‌‌‌ تو هستی یادگار و مهربانم

زیارات تو از عُشّاق اسلام ‌‌‌ نموده کعبۃُ العشّاق خوش نام

دلم خواهد که بینم روی ماهت ‌‌‌ ببینم هر دو چشمان سیاهت

سلام من به تو ای افتخارم ‌‌‌ تو در افشان کالوتی نو بهارم

همه کس نور افشان تو باشد ‌‌‌ جمالِ حق درخشان تو باشد

"رهاؔ" همواره گوید شادباشی ‌‌‌ همه جا هر زمان آباد باشی

سرودۂ

دکتر محمد حسین تسبیحی رهاؔ

تهران (ایران)

افتخار احمد حافظ قادری کی دستیاب کتب کی فہرست

نمبر شمار	نام کتاب	تعداد صفحات	B/W تصاویر	رنگین تصاویر
1	زیارات مقدسہ	248	7	88
2	سفرنامہ ایران وافغانستان	296	28	61
3	زیارات اولیائے پاکستان	112	-	212
4	سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	256	2	37
5	زیارات شام	112	-	120
6	سفرنامہ زیارات مراکش	144	23	38
7	فضیلت اہل بیت نبوی ﷺ	112	-	-
8	زیارات مصر	224	-	111
9	زیارات مدینہ منورہ	152	24	3
10	زیارات ترکی	112	10	35
11	زیارات اولیائے کشمیر	112	10	35

برائے رابطہ:

افتخار احمد حافظ قادری

بغدادی ہاؤس 999-A/6، سٹریٹ نمبر 9، افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ۔

فون 0344-5009536

مصنف کتاب ہذا کی زیرِ ترتیب کتابیں

☆ درود و سلام کا نادر و انمول انسائیکلو پیڈیا

☆ فضائل و مناقب خاتونِ جنت سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

☆ سدرہ شریف تا مدینہ شریف براستہ شامِ مبارک
(شہزادہ غوث الثقلین سید محمد انور گیلانی مدظلہ العالی کا سفر نامہ "دیارِ حبیب ﷺ و ملک شام")

☆ سفر نامہ "زیاراتِ تاشقند و سمرقند و بخارا شریف"

☆ خیر التابعین بادشاہِ حبشہ "شاہِ نجاشی رحمۃ اللہ علیہ"

بغداد شریف میں عرس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خصوصی تقریبات کے خوبصورت مناظر